

۹۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم



عجی تھن کہ حسنی پر تھی
کہ انگریزوں کے خون کی

بسم الله الرحمن الرحيم

ملائے تو بیٹا عالمی نام پیر
ہی پرورش پہونکی ہزار ہا
تو کئی کو بچا تو ہی ہم
سجیا وہ پیر ہو گئے ہم
مور و مچ کے لیل و نشیط و اس
ہی امتہا کرم کس پر دم تر
یہ ثابت کہ خدا فضل الہی بر کجا
ہونا بندہ و خدایے کام تر
نادر و کریم عزال یہ کہتا ہے اوکری
ہر روز تہا پہچنا سکون
شک لای سو ہو کافر حق پر کام تر
یہ مہم تر ہر اندر طرا
نام تر

بیدار کیا خدا نے سبھی کو تیری خاطر اس واسطی پہنچا ہے فیض عام تیرا

اگر کوئی تجھ سے بھی مطلق نہیں ہوتا ہے سبھیوں سے عالم مقام تیرا

خالق تیرا خاطر پیدا کیا ہے اسکو گھر پہ پہنچا ہے ہر رویت انکو

روز جزا میں اسکو تو بھیج دے عت بندہ جو ہی ہے اور اعظم بندہ

اے نہ ہی کیا مقابلہ تیری مروت ریکہ صورت تیری شکر و ستائش

ایک محکوم نہایت ہے مریدِ حالِ میر ورنہ جسے محکوم کیا ہو کسی پریندا

ابتری میں طفل اشک کی باقی کیا لکھی اشک کی اکی سے جو کا وہ ہلوان ہوا

دل لگانی سے مریدِ اسواہ کا ضرر غم تو یہ محکوم میرے دل کا ہے نقہ

بیشہ غزل اب دور ہے کہ اس محاسن ۲

نہ یق اس تیری غزل خوانی کا رنگ نہ ہوا

ہر مہینہ جلدیہ دل ناکھڑا اچانک ہوا
پس نہیں کس سے ہوتا نہ ہو نہ ہو نہ ہو

اگر کھاؤں گے آج میری حال ہے
جو کہ یہی سب مانی اپنی تہ و سامان ہو

مصدقہ تک اپنے کمر میں تھی بنا جو کھو بار
سچ بتاؤ گے کس کے کس کو تہ مہمان ہو

دیکھ کر کھو گویا میں جاگم سو فریادی
دشت میں مجھ کو ہر محلہ دیکھ کر فریادی ہو

کینچ لایا او سکو
میرا فواجیہ کا

دوڑتا ہے مجھ کو دریا دریا ہو

رکتے ہیں تولیتا کوئی نام ہمارا
قاصد کے کس طرح سے پیغام ہمارا

دیکھ آہستہ سے کس نے خط کو وہ کی ہے
ظاہر ہے اس کی غارت گاہ ہمارا

ہر دلو کو ماننا تو ہم کیا گویا و نہی
کیا پول یہ ایک دل آرام ہمارا

بول نہیں دیتے ہو یہ ہم پہ نہیں کینٹ
موقوف کئے رہا ہے انعام ہمارا

ایمان و دل و دین و شور و فرد و شو
سستی بنو تا بپیر انجام ہمار

وہ کوئی محبت میں عشق یافتہ
مذکور میں صبح ستارم ہمار

ایک غزل اور لہجہ سوچ کی

تاریخ میں یکچند ہی نام ہمار

برائی خوش ہوئی کہیے کام ہمار
منظور اگر مکتوب آرام ہمار

بغلام میں دیکھا یہ پہلو کہ نہ ہو
رہنا نظر انا نہیں اسلام ہمار

کو جی تری رہتی ہوں بر تو نے کہا
مجھے لیا آئی ربام احمد

آینا یعنی کہ ہوزبان دار کیا ہے
کہا تاہم قسم وہ خوب کام ہمار

کہ سنا کر لیر کو متباتہ پر اپنے
کہتا تھا یہی ساقی کل فام ہمار

اناہ نظر السیانی ہ عالم کا عمارت
گم ہو گئی کچھ جسم کی نہیں جام ہمار

ہر بات ہی ہوتی تھی جیسا ہے وہ

اون پاسی سیم جان کو کیا کام بہار

گیا ہوا درستی، وقید و غنہ میں عاقبت طہ مار و نورش ہو رہا

کب شفا پاکی پہلا اور پہلا دیکھ بھلا در عشق کے آزار سے بخور ہوا

باز آئی ہے نیسی تھوڑی مڑھان لوگ گھر سے چھوٹے بہ دل خانہ زور ہوا

وہ مڑھان اور سے تو اپنے دیا اور کو دل و طریق اونکا ہوا ابابہ رستور ہوا

ہوئے عشق تو پہر عشق کو یہ بوجھ کون اس میں نشہ ہوا ایسے شہور ہوا

وہ فراد کی نہت عجمانی سے یہ شہور اسطرح بدشوار ہوا

اسی زمین میں عزرا لک اور یہ لک

مغولے طبع کو تیری ہے بہ بہت زور ہوا

شخص سے جو غیب وہ مخمور ہوا
تاہم سے اور کیا مرا شیشہ دل پر ہوا

بدکار انہوں نے میرے لیے لاکھوں ^{خدا} مال
وہ جو نظروں سے مرے اکثر دور ہوا

کیونہی حال ہر روز نکلا وہ خوف
دل ہو یا مال ہر گز اس سے منہ ہوا

کچھ لای ہوا اپنے بکشتی دل پہان
ہاے صد شہری تجھ کو یہ ہے مفر ہوا

ہی ہوں وہ کوہِ عشق کی محاسن
اس سے ہر شکستہ طور ہوا

دور طاری ہوں باطن میں ہوں
تجھے نیک دور وہ شخص ہے ہوا

ہو چکی سیر کے رواد دار منہ ملک
یہ بجا جو حالت بکترس وہ منہ ہوا

غیر از عرف اس انکسور
دسمن او کو گردیا اناہ پر ہوا

دراغ دل کو شہم جیسا پہ کو بارنگ
کو کو ب اسطرح سے شہم بہ شہم ہوا

دکھ

یوسف کی کہانی کا لکھنا
بتیغ ابروئی تیری اکدم میں

دلی ہو یہ میری زانی ہو
توئی مٹنے کو ہمارے صفین کی

ساز میں تیرے

نظم نامہ میں عجب کچھ دل کا عالم
سج بنا و تملو صحنہ میں

ابنی پاکہ فقیر اسمیں
راز الفت تو بنو اجسم میں

توئی لیکر نام جانیکا مرچ اید ابد
بزم عشرت کو بدلا کیوں ہر دم

کر کدورت سرکھنہ نہ ہی دلی
تو بج کر جام شافی آئیو پیہم

تباہ خمار بہت سیدھا اپنے
اس شافلے میں کد اور عالم

غم نہیں کو غم تو ہے غم
نیری فون دو جہانکے

بہا ستارہ کی ہون چکی میں ترزا نہیں یہ عسکر ہمدان افکار میں

خدا کو بڑے فطرت غلام باوی ہر کڑے پیچ دل زلف شاد باری جا

حکایت نامہ کھل رہی ہے سب میں ہوسیع سر آج توحید میں جا

بہ طفل اشک نہ ہو کیا بہ چکا تر نہیں اس کے مری چشم اشک اب جا

رہا ہی کو کوئی نہ بناے تو تک نہ اہل کفر میں اوکے نہ دینداری جا

تو بھی او تو جل چکی تر میں ابد مثال نقش قدم او کی روکڑا جا

کہ اسی زمینی عزت امل اور اسی

نہیں سخن کہ ترن نظام ایدار میں جا

جہاں کو یہ ہوئی جو شاعر جا قدم وہ کہتے ہیں برکے ریا جا

پتہ اہل کوں میں کوئی نہ پتہ مگر اسے نہیں ملنے کے مزار میں جا

کہا

ماہو منی کو از تو غنیمت چاکو
لو جوئی وہ بر تو پس نہ

عسکرم میں حسین ترانہ کہہ کی سوتا
پہر ان کو کھڑے رہ کر کوہ پر اس دیوار
پہر رشتے پانے میں بہشت میں خاندان
کہاں ہے کھائی اب جس غم عداوت کا

انارک یہ پر زنا پیار کو دیکھ کر
کریا کا تو سیر لارہ چاہیں

ہو لگا شہر و غنیمت کیوں ملا

نچہ یہ کہنے کہ نہی کہہ آیا میں جا

میلے ہو شکر و عداوت کا اسنا ٹیگا
تو جی میں ہی اوسے ٹکڑے ٹٹنیگا

دیکھائی جس کا جلوہ صبح ہر شربا
وہ تابا بہشت نہیں اپنے پرانیکا

اوسے ہر شوق کہ دیکھا اند تو ہیں بہت
پہر طوطے احوال در نہایتیکا

جن کو دیکھیں سما یا اوس کا جلوہ
پہر اس کا انکس میں کوئی نہیں بھانیکا

عمر و کسبت نہیں نامہ در گزشتہ کچھ اندر تو میں جیت گیا تھا
 یہاں پہنچے بس دو نو تیرے ہووے نہ رو میں تو میں ہی نہیں بلایا
 نہیں نہ غلو کس کی انجیل میں وہ بحر سموت نہیں سمائی
 عزت نہا میں تو مطلقاً کی اپنے
 تجھ پہ شوق غزل دے کہ انسانی کا
 رما غزل نہیں بارشیاں تو نہیں کہ ہے میں سہی ہے رہ گیا
 مجھ تو رہ ہو سانس میں زمانہ کے سے میں اچھے نہیں لکھا
 لگا تو نہیں دل پہ مار لیا نہ اترا اس کا بیان ہے کہانی کا
 جو ایک کہ مجھے وہ نہیں بلایا تو میں بلای نہیں میں ہو گیا
 مجھ سبائی نہیں جی تو بہر انکس انشائیہ تھا یہی سبائی کا

دوم پتہ رہا تھا تو کس نے نہیں دیکھا

بہار کے پہلو رہا تھا نہ مگر نہ تو فاس نہیں اور نہ

سے ہر جہاں نہیں وہ انی تھا

بھو طور یاد رہا تو بھی لکھا تھا

کہا تھا کہو بھی ہمو اتنی دن نہیں تو
بہلا اور وقت نہ رہے مایہ تو

ہماری پاسی پہ روز تم اتنی تو کیا
رقیبوں سے ہری مج میں کرے پتہ کر

کہا تھا کہو بھی اکدن کچھ کالی کچھ لکھی تو
جو تم لو سو وقت سے پہلے ہی تو

لیا کرے تو یا صبح نہ دیکھتے دن محلو
اور وہاں ہما بیان ایک دہشت دل پہاڑ

بہلا دو فافہ ہی سو کر کھڑے تم ای

عزل اللہ اس میں میں اور فرمائی تو

کبھی سے وصل نہ آئے تو کیا ہونا جو دل خالی

بہندی بانی غمی کو اور کیا ہے تھو جو غم

اگر ہے سوز ہے چاہوں کشتا الیہ اوفتو ہم اوفتے بانی تو کیا ہونا

وہن ای ہمو اپنے ہی اپنے پیر کے ہمار کوئی مطلب میرا ہے میرا تو کیا ہونا

دلانی ٹھالیان ٹھوڑے اکہو نہ ماننے کو

بہلا اوفتو ہے میرا جانی تو کیا ہونا

طوری تو ہے ہر سرور باں بہلا ہر قیون کے نہ اپنے سے رحبان جدا

شعلہ ہو جائے لڑیون در عشاق جیسے وائے کو دیے شمع بستان جدا

ہی ہوا ان کیوں کو کیا ہیں ہونا نہ کہہ اس میں عکوفہ ماراں جدا

لو بہار ای شمع تل تو نہ رک دل بلب کو جدا تو بھلستان جدا

عام نہیں ، نہ ہے فو کے لکے ہر مسلمان جلا

۱۱۰ ہر جو لکے تو اپنے لکے

نہ لکوں ہر ان جلا

شعاع ہر میں ایسا فرسایا جلا اس کے انکھوں سے گہرے واسطے داماں

عم نہ ہی ذلکا سر سیر کیا تھا ہے غم کہ تو نہ جاتا ہے تہافت لکے میں جلا

اگر سترتی ہے لکے میں خدا نہیں سترتی سید و رشتہ میں ایدیدہ کسران جلا

ایک جلا و تو رو کو دل و توں شور اش ہر میں ایسا ہے سامان جلا

لکے لکے جلا ہر جلا ہے لکے کہ ایک غمور میں لکے میں جلا

ہو جیت ہر میں دن ہو کے لکے کی

روز لکے غم و ہون لکے ہر انان جلا

پہلے ترنم نوٹا ہوا ہے اوسکو کہ

کہوں اپنی زبان سے اپنا بعد گراؤ یہ مانی

بولتا اوسنے ہے وسیع قاصد میں قایل نہیں زبان

دل و دل بتری نشانی ہے میں مطلب نہیں نشانی

مطلق ہے میں نہیں بقا کا نام ہی یہ نہ کہ کسی حیا مانی

شکر کے ہوئے ہو سکے ہے ادا تیری الطاف میرانی

گرنہی ہے کشیدہ خاطر تو اسبب کہ ہے کسرائنی

میری یہ ہزار کہ ہے اوس کے در تاز عفرانی

ہزار ہندی برگ سے ایسے گستاخ ناسدانی

نزل دوسری ای

حسن و عین حسن فوشتنی بانی کا

دولت و سلوک و لوا ہے اظہار ہے او سکون و خانی و

اویسک درسی ہے نہ او تہنی دریا ہے یہ انسان ناتوانی کا

اے پلّوج نار باندہ ہے شمع بے اشک و عروسی کا

شبی پرتی ہے اسے گدڑا ہٹ ہے یہ عالم بتری جوانی کا

سکولہ او سکالو کا لیتو کا ہے ہی گلہ اپنی سکم زبان کا

محکوم اپنا ہی اعتبار نہیں سنس ہو عین اپنے بدکمانی کا

میر قتل کا فخر زکا ن ہنہ بچا کون ہے اپنی کا

یاد نہ میں اب کا
بہ تو موسم ہے نو جوانی کا

دیکھتا ہے کہ راجہ سے میری
نہ جھکی طرہ

تہہ اور مریم لکھی ہے
تہہ سے سو نہا اگر جو ہے گناہ

نہیں کیا کسی نہر کی گھلائی
ہمکنہ نہر نہر کی نہر کی گھلائی

مجھ کو دیکھتا ہے کہ نہا وہ
نظر آتا ہے مجھ کو اندر جو کہ ہے

کہہ دیا سوختہ کوئی قدیم بحر الفتن
نہیں جس کی بیدار دل سے نہر

نکالی ہے باؤں اور سینے
غرض کہہ نہو نہ ہے اسے طعن انکری

کہاں ہیں اور فرار ہوئے
ایک عشق کی تو میں نہیں ہوئی

کہاں مارا سینے یا رونے کی تباہی
نہیں دیکھا اور جو نہر کے

نہوئے اسے اس کی یاد
نہیں اس کی مطلق ہے غلجی

دیکھتا ہے

بلکہ ناپیشہ در کعبہ احوال میں خود باقی نہیں دلائی کہ تہذیب و تہذیب
 رمال لکھہ جلد اور تہذیب و تہذیب
 فصاحت کا اور میں موج کر ملک اور تہذیب
 پشتر شاہ میں ہوں تہذیب و تہذیب
 بقیہ نہ ہو از بعد تہذیب و تہذیب
 عرف کا اور کتبہ فی فہرست و تہذیب
 سوار کتبہ و تہذیب و تہذیب
 قسم تہذیب و تہذیب
 تہذیب و تہذیب
 تہذیب و تہذیب
 تہذیب و تہذیب

قتل کری محکوم و گناہمند کی دہا

نامی سے جو شخص بیان و بیان

غریبوں کو بھی سہارا دے

مسیح کو فریب چھانا اور

ایک اصق و شنبہ مکروائیک

لیکن اوسے میں نہایت کچھ ہے

وہ میرا تھا اور اس کے جتنا تھا میں

میردو نو مانہ اور کمال کے امانیہ

دوسرے تو ان ہی کی سیون عمر کے

لوگ کہتے ہیں کہ یہی عمارتیں ہیں جو ان کے

شبِ تصور کا اکبر مثنوی پر ہمارا ہے

سہا بنی محبتوں انہیں سیران تھا

منہو انی محاکب اوئے وعدہ صلیک

علاوہ اس کے جاننے والے ہمارے کان میں

اویسہ منورہ فی تصور میں لکھو کہ

موتی ہے اقرنِ نحت دل کوئے معانی

۱۔ اسی کو لو اور میرے لئے لڑائی

قوتی جو کہ بیانہ جاوہر

کون قابل ہے صحت پر غلغلہ کہہ نہیں سکتے ہیں اور یہ بھی

ہرگز اے عالیٰ تو صفا بنا دیں ایک مدت سے ہمارے جسم میں اڑتا
رہا کہنی والی بوٹیاں ایسے کہیں اپنے بعد

بڑا ہے انسان کے غیب انسان ہے

ہمارا ہی کہنا کہی مل لینا یہ حاضر ہے دل تیرا فرما لینا
درا لک کو چینی اوکے گریں تھے درخاک و خاک کی زرہ چھان لینا

کہا ہے تیرا کہاں تھی تو بولی مجھے نہ لکنا طوفان لینا

کسکے نہیں ہوئی تیرا نہ تو ہے ہر سوچ ہے عہد و پیمان لینا

سنا ہے غزل دوسرا تجھ کو

اے ادیب! اوہنا مراد ہوا لینا

دل کی لائیں نہیں جان لینا مناسب نہیں تم کو ہوا لینا

بقیہ کشتیوں کا ایک پہاڑ میں مسافراں کو اچھا لگتا ہے کہ کشتیوں کا

عزل انداز میں میں اور یہ کہ کشتی

ہمارے خاطر ہو گا تو کشتیوں کا
ہمارے لئے یہ ہے کہ یہ ہو گا تو کشتیوں کا

نہاے کالم گزشتہ قبل خوش ہو گا تو کشتیوں کا

ہر سال ہر سال یہ ہے کہ کشتیوں کا

مگر ایک نوٹ یہ ہے کہ کشتیوں کا

فصل اولہ میں ایک احوال ہے

نہایت ہی ترسناک ہے کہ کشتیوں کا

بہت زیادہ ترسناک ہے کہ کشتیوں کا
بہت زیادہ ترسناک ہے کہ کشتیوں کا

ایسے دل کو نہیں ہے قدر دینے والا کچھ نہ پاوے گا تو دیدل جان فانی کا

نہز لوں گا بھڑنگے بیان سے منہ بالیہ کچھ دس در نہ پاوے گا

کانا دہر سن لو اج سر کر کشہ تم اوں شاؤنکی سے اسے پہاں کا

گل تری جیلے کا کہتا ہنشاں چاکہ پار تو تک سے اوں کشاں کا

جو لکھا ہوا ہے خوشی لیا اپنے اپنے صہمی چکیں صفت بانی کا

وصل ہی ہے ہی ہر پہاں پہاں پہو لیا مکتوب بھی لک کر اپنے کا

یہ تو سن ہے عزل شرمواں کے

تا اوں شاؤن ہم تمہارے شعر فانی کا

دیکھ لو بار و کوی دن زندگانے فرا ہم کہیں بہ ولولے اور نوحوانے کا

اپنے ایک جیلے کا مکر و فریب تیرے جو لکے ہو یاد دہانے کا

لینا

سلی میرا کجا یوں کہتے ہیں کوی از بسی صبح بوی از بسی میرا
 میر کوی تو میری از کو وصل کھوا ہم نے مر کر او شہ زندگانی میرا
 رستم کجا یاد ہے نہ صفت حال کوی کہ نقش در میر از ناتوانی کجا میرا
 کجا میرا و از بس میر گزین کجا سکوتر ناوی ہمارا شو میرا
 بوجہ منت احوال کجا اور اتے میری
 بن بشری کجائی ہی لڑتے نہ بانی کجا میرا
 دولت میر کجاست ہم کجاست میرا میر فطرت میں کجاست میرا
 تیرے قہر کی کو اتنا اس اگر کجاست میرا
 خلق میں ہی ہوا ہوں تو اے میرا کجاست میرا
 کجاست میرا کجاست میرا کجاست میرا

تجا ہر پہلو خلق میں دیکھو
 یہی حال ہی ہر دم پہنچا ہے
 وہاں کہیں نہ رہے اپنے عزیز ہی ہے
 یہی تو ہے یہ تیرے طرف سے

عزت نیکہ اور صرفو کو کا نہ ہمار
 اولتون و اوئی شو کو نہ ہوتی نہ

جیسی یہی روز شہر کو غم کو
 ہر کوئی کہ جوت بن یہی روز

جاہ کی کوئی دل کو نہ ہوا کو
 دل کو نہ تیک ہوا کو نہ

قتل کی تو غصہ کی غصہ کی
 غصہ کی و اسطے ہی قتل کی تو

صبر عشق کی کہ نہ ہو نہ ہو
 کہ نہ ہو نہ ہو نہ ہو نہ ہو

یاد کی کوئی کہ نہ ہو نہ ہو
 کہ نہ ہو نہ ہو نہ ہو نہ ہو

تجا ہر پہلو خلق میں دیکھو
 یہی حال ہی ہر دم پہنچا ہے

کہوں

۱۷
سبوں نے میری طلب چاہی

چاہی تجھ کو یا سبوں نے میری طلب

ہیسی کرنا کہ وہ صم بات وٹان لازم ہے یہ کجی کم بات

ایسا وین بعد سرت او نے ہے کہی گے اچ تم کے الگ ہم بات

کیا قفل او نے ہو کسی طلب میں ہمدی ہوگی یہ سہی سہی

لوں کہ او کے لکڑا بکا عا ۱۰ نفلہ ہے نہی وٹان درمید وٹان

بہرہ ای غم لادے سرے اور

پہلے کی تیر یہ کہنے ہیں ہم بات

پہلا کھڑا ہے انہا کے ہم بات سخن ہو قول بکا اور ہم

مروم باجو کو کو تہین غم دلاستہ کی ہے وٹان اوٹ

کوئی جان بر طرح بیان بیان ہم ہشتاد وٹان

میں نے اس جلد کو کہہ دو غم

فائل مجید کے کہنا ہے قصیدہ کی سب سے زیادہ

وقت صحیح کہیں نہیں کہیں نہیں ہو طلب کیا ہے از فرسہ

دراخت ہو گیا یہی کہ گفتگو سے

کریا دھجیو کجانی میں رہا جو کوہ میں
نہو لہ اشہام سے ایک

بر

پیشتر سے کہی ہوئے بچہ ابرو کی لکیر
کسا جانے نہا کر اسے دیکھو

نظا تو ہے وہ بچہ کو قتل عام کو
ایسی اسامی کے سدا کو کو

ایسا لڑیا کو تید وہ صدم
گلن مہکٹا ہوا اور گلے پہ

ہست وادہ لیدر اسے در
ہو گیا اس کو اور تندی ہو

مگر ہوی بے شک وصل شد

اتی ہو بچہ نظر غم تم لے کر ہے

طرح کی جوتی ایدر تعافل کب طرح
منہ سے لگی ہو اور غم کب طرح

اسا بی ہر بی بی باقی انہی
صبر سے کوزہ تحمل کب طرح

اکی ترو، قدر کی اہل سر و تن
وہ کافل ہاوی سکو سنبل کب طرح

یہ وہ ہے اور ہے مہیاں غم
کہ ہے در دلیہ او اس کا کب طرح

ہے نہ ہی لکھنؤ عین لکھنؤ اور
نہ تو وہ نہ تو لکھنؤ

یوں کہوں اور نہ ہی لکھنؤ
وہی وہی لکھنؤ کہیں لکھنؤ
بارت سے نہ ہی لکھنؤ
کہوں غفلت نہ ہی لکھنؤ
رفتہ رفتہ نہ ہی لکھنؤ
الو الہ نہیں لکھنؤ
نوجوانی نہ ہی لکھنؤ
ورنہ دل دیتا ہے کون لکھنؤ

ایاہ ابرہہ کل کلش بہار پر دی ہاقیا اشر بہشت
 ابرو محو کی خام ہمارا کروں تمام بجای نہ تہہ کو درم کتا ہے
 کریمی کہیں ہے پتی دیکھتے کیونکہ اونکلے کو سیمہ سے بتیگی ڈارے
 نقش و نگار میری دلفریب کدوے سیار مولیٰ نقوش و نگار
 شہہ انس میں میں لقاوی تھی شر اور
 احسان افسار کہ کسی نہ سدا پر

ہم ہوں بلور شیں ابلی کتا ہے بدل کے طالع بھی نہیں دیتی ہزارے
 باول مار کی بھی سہریہ ای سیم ابلو تو ہماری منہ رارے
 داہون دیکھا الٹے الٹے بہارے کوئی نامی اوس پر نہ سدا رارے
 ز غور ہو خلا فری ہے بچنے مگر خدا نے ہمارے

دور رفتی شد کی اطلعت ^{الشدون} احسان کجی کردی سدا به
تو نسلی بی اسباب عیشی سب

اوی شطری روی اینا قرار به
گروه دظری می ریتا پنهان ^{می} دل اوس بن ز اینا نکتا بیان به

گم سدا اسکات اینا اندک مدرکتا ^{ریتی} کس طری دریا وان می
انمیکش طاری از کج دیج ^{جلنا} انکرا اما و نو جوان زین

دستار لبت به جوی مسکت ^{گرگزشت} به هر بر زمان زین

به صحنی یون ^{تو} اکا و به میگو
کس از به ^{از} رقتان به

بگر نهی کس ^{ناموش} از به منع ناکساتی کساکامکار

دروغہ کو خاکی بنی ہے جانا تجھے مسلم	زینہا تنکے مستی از خود دیوانہ
مردِ ستغفار بن بڑے بیخون کھڑا	دائیں - اورتے میں کب سویرا
گنہگار تل لڑی تیا جان دم میں	پیدا ہوا تو اس ابدستان میں
کہتا ہے موز او شاعر کو طعن ہے	خا توں فلک سے کہا کہ تین
نفس قدم سے	گلزار کرد کہاوتی
و جس طرف بہت وہ دامن کشان رہیں	
گوئی شے دیکھو لڑائی ہی ہے ہمار	جو میں آیا میری کس دیکھائی ہے ہمار
ایسے او گل و لہجہ کو جو ہو طلعے	گل کے پیرا میں کہیں ہو لہجہ ہمار
بیکہاں کہتا ہے قمار کھیلے	و نہ کوئی دیکھو بھابھہ ہمار
وصح جلیے از رائی ہے پس معوار	لڑکھانے تو میں ہوں اتنے ہمار

حوسنی و کرمی و خوار و بی کرمی
دستونیکه بر روی سکو نیاید به سوار

جیبک که خاک کمر کجی عمر و دیر
عالم این و در پیش سکو بیانی به سوار

ازید لکرافته غزل نثره او نیم

بر غزل نثری نثره اینی و کلماته او نیم

بایمی و کلمه زاری انا به ایجان سوار
او سکو نثره نثره سوار

پیل نالان به نوا ایسان سیم
سج لی صحن سیم نوا رن به سوار

الوه نکر صحن و کلماته سوار
سکس نوا نوا سوار

موج و کلمه زاری نوا سوار
طالع سیم سیم سوار

ایک نوا سیم سیم سوار
نیم نوا سیم سوار

نوا سیم سیم سوار
نوا سیم سیم سوار

کوئی دیوانہ نہیں خالی - رانہ

بیت کو میرا زانگہ	نارے اور کسا بجی
سندھ منبہ ہوا بکوت اور سو	مارا بیاہ میرا اکسندھ
تاہم دلی کو لکھنا تو وہ کہنے لگے	پہاڑ والا تو بے کھون دلی
وہ طرے کھانے کد والوں کو دیا	اگنی اور کسا دینے کو
کہہ کر زانو بہ دارا کا	جہاں تخت غلو فضا لائی
دایم باز غمناک	لے کھا کل اپنی
دیر سے شاہ فکرت میں	
اوتھ نہرا ہو بہ	

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

چون وصل کو پہونے سودا کرب رنج

رناؤ نہ ہی درگاہی تمہارے کتری ہو	رہونہ انوری تکریر تیری ہو
یہ بیوڑی ہے بھلاؤ میں تیری ہو	کریہ بکینا ہے خط بکری ہو
دجھاؤ مجھے اسکا فقیر تیری ہو	سوچنی ہو دینی سن تم ہو
سوچا بھی تم سے درگاہی تیری ہو	کہتے ہو صبا ہے اور صبا ہو تیری ہو
توصاف افواہیں اسکی کتری ہو	میں ہویدل ہو سماں طاش ہے
راوی غزل اسے کہی ہو	
قطب عالم میں اس نور کتری ہو	
جلد رکھتا ہے تیری ہو	سوفتلی ہمار کی تیری ہو
بنو بھڑو اسے تکیہ دے	کشیہ تہا ہے ہر منہ نہ اصحاب

البربرین کونے ناکہ و لوہی کا تون
بجوار و حیا اپنے تصور کی ہو

نموده به نیز گویای سلامت

نم بهی تو که جاود و شیرین است

دربار ایشیائی و مشرق وسطیٰ
باو عین بین ایچہ نمبر ۱۲۱

اوشیہ تمبھاری بھی بیٹا ہے جانا کہ عوامی عہد کے اندر سترہویں ہوں

گومبار تو ایسا وہ

فطر آریخ بندہ والو محمد بنی ہو

القدر تو دل بونست فوایدش چہو لایقوی پس ہی تو بار

کار و جلدی تو ای صبا در کس زندگانی می قید است از ادب

بہترین لکے جیسے ایدل و خوش سحر و فن اسطرحا ایجاد کر

کتابخانه توہم قصیر و دلی علیہ تحمید بنیاد

فردم کو بوجھتی ہے کہ راستن روئے

مست اشقی نو ہلف پش کو تو روز و وقت مست
رکھوی سکیم مانند گلین جاننی میں ہمو تو استار
ہمے عزت زنی غریب اندر
بر دیفی قافہ ایچار

گلین ہموند نہد نواز سن ویک رہو بندہ نواز
ازیک جسمی نو ہو کو سرین جاوین یا پشی ہو بندہ نواز
دیکہ سر ہو نہد ہو واہ اور نوئے ہو بندہ نواز
ہمدم ہو ہو از ردہ ش سکوبہاتی ہو ہو بندہ نواز
جسمش ہو کہ محفہ اب نامہ میں بندہ نواز

اندھری روکھ بنائو سے کہی غرض کسوف بندہ نور

سندھ و ہونے تمہیں ہر قسم

اور کہہ آتیں کہو رہے نور

اے دل بے رجا لے غمخوار کجاس زلف و امان خجائے کجاس

موت کے زمر میں ایسے اوکھا ایدل گوئی بیمار نہیں جانا ہمارے ایک

راہ اور دن نہیں ہے جیسا ہو چکی تارے کستا نہیں اتنی زریا کی

عند و شکر طشتا نہیں ہو ستم بہ سندر ملکر اس دیدہ فزون بابر

اس میں میں غزل لکھ اور بھی ہے

شہر و ملک میرا ہے غمخوار کجاس

الطرح دریاں و آبادیاں میں بیکار خجستہ کوئی ہوا کی سے دریاں

یاد رکھتے ہیں محنت پر نہ ہائی ہر وہ معوا ہونا ہو چکر نور

رہ کشتی ایک نشانی صی تیری تری کمال چمکے ہیں اسکا سواں دن دہا

بوجہی تر رہ رہ ناموں او فغان پستی سکتا نہیں کوئی سر دیو
خدا لکے لکے لکے لکے لکے لکے

کوئی جانا تو سنہ فوری دریاں
راہ گمان نہ رہی تیرے غافل لگا وہ ہونے حاصل اور پہنچے نہ حاصل

ہو گیا تو تم کی بولی ہو ہو منہ دینا ہے حاصل نہ حاصل

لہا لہا تیرے دل تیرے دل لہا لہا لہا لہا لہا لہا لہا لہا لہا لہا

اسی جی نہیں لکے لکے لکے لکے لکے لکے لکے لکے لکے

غلو کر رہے ہیں اشعار تیرے کہ تلاش
قد کوئی دیکھتی اس طرح عمل لکے لکے لکے لکے لکے لکے لکے لکے

راہ گمان نہ رہی تیرے غافل لگا وہ ہونے حاصل اور پہنچے نہ حاصل

چیر نہا لوہ کو فرات واصل تہ اوک جہا تیرہ کشتی لے کے لکڑ

زلف کو کھینچ کر پٹے جا لیا اوک نیچے لے کر اوک کو لے کر

بکشت زون خون اوکو تاجی و جھنڈ

مجلوۃ واصل ہے اپنے قاتل کے تلافی

ایجاد دل نہ پڑے وہ وہ بدتر کئی تو خدا صدم کے مرے ستم تراش

خوف ہی مرے خوف کے ساتھ اور طبیب ہے اوک واصل ہے بخون و ستم تراش

بھی ہے نہ نہ نیکو دیکھ ہے ہلک تجھے جہا نین اوک کے کسم تراش

بشرنا غم ہمارے تو کہ لفظ ہے کائن ہمدم سب سے کہتے ہیں ہو غم تراش

اے سہیلیں عدل دوسرے ہستی نکتہ

حکومت کے کجباتے ہیں یہ دیکھ ہم تراش

جہاں کے اس کے کسم تراش کہیں نہ رہی ان صدم تراش

بگو تریفی به دل ای که با سلی
کبریا می رسد که به عین

تبع زان لب را غانی تنجات
و این زبانی که بکلمه تنجات

غانی به کلمه غانی و این یون
بیتاب یون در کلمه کوی قلم برش

لکما جان بود و صفا و کسب
نرسد به کلمه که تو می قلم برش

نماینده به کسب در رخ
در بیتاب و کسب مفتی ایمان در رخ

نماینده به کسب در رخ
تو به کسب در رخ

لکما جان به کسب در رخ
هوا نمایی به کسب در رخ

نماینده به کسب در رخ
تو به کسب در رخ

عزل لکما به نواب او رسد

شیخ سید کاظم بن موسیٰ نکی دین

مخلوق تو ایست جانها گزین دین دین

خود را نیز گزیده ای گزین دین دین

بوز فتنه خاکی که کما مله جان

هست سگوه منزه است عین دین دین

کونیذ کر تا به کما تو به رکن دین

دیکه با شنی و او کور ای استان دین

غبار روی دل ایبت کمال کفر

زاهد او آن مخلوق اما به صیم جان

منه به بنایی نبوتی چون کمال

جی شریک الی وغیرہ اہ نگاہ کشیے دکنوں کی بجائے

سہولتیں میں ہیں اور صحابہ

طبع قابل کے ہوتے مشکل تر ہے

دیکھتے ہیں دام اپنے بول کے ساتھ یہاں بچے جانی سید کا وہ مجھ کے نظر

لہجہ سناؤ لیل کو مجھ کے دیکھیں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

نہ کر کے کر کے کر کے کر کے کر کے کر کے کر کے کر کے کر کے

مہر انشاؤں کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

بہت ہو کر بہت دیکھ کی مری بھر کر

رو کی انکس کی کہیں سے سے قتل کے طرف

کی ہو جائے اگر خاک کے عیش تو ہی معشوق ہو جائے اور عارف

تیری کوئی ہے کہتا ہے ہوا کے طرح صحت شام تک سناؤ عارف

روز میرے عزیز اے بی بی میں کہوں گا
موت ہے میری سسکی سسکی کہوں گا

موسیر اور اس کے عرف دیگر و س اس کے ہی جائزہ میں

عقل و ادب و حسن خلق و بی شکوهی
از من مثل غزل اکبر است که هر عاشق

خطوطی بنی بر دل و جان دستگیر عارف
لوسم و کوئی نہیں ایگر در عارف

ازین خبر کو اچانک کسی کے

میرزا محمد بن علی و میرزا محمد

ماہر کو میرے لئے یہ تھا کہ اس نے دلت عاقل و عاقل نہیں ہے اور میں ہی

از کتب شیخ الاسلام ابی سعید خاظم
لعل مسکونہ شد ابو سعید عارف

بویہ کہ تو نے بندیا بیاڑے اتک
اشاہی سنیں عرصہ کی یادیں

بہر حال در سیکہ پوزانک
بیکار ہیں نثار ہمارے اتک

مذاہب ملی و قسمی نے ہوس
اخلاص اور دلاریے اعدا اتک

کینی آپ دیکھ کر افسوس ہو ترور
دشمن در او کسی سوئے ہمارے اتک
بڑا اٹک ہو اٹک ہو اٹک
سرسہیں دگوتری اشعارے اتک

گوہر نہیں ہر تار کے دوہرائے اتک
بڑا ہے ہی اوس سے غور اٹک

نہر باد کئی روز ہی اوس فندق پاو
شکلی ہے لہو دیدہ خون بارے اتک
کل تمہی ہو گلشن گلشن ہست
نہر تری نہر تری سب ہے

مختہ نہیں نہر ہوں دیدارے اتک

کھلتا قوم کو کہیں لکھ نہ پڑے
سے سنیں وہ فتنہ دیوار سے لکھ

سے اندر میں لکھ لکھ لکھ

میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ
تو مجھ سے لکھ لکھ لکھ
میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ
میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ

انہی کے لکھ لکھ لکھ
میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ
میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ
میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ

میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ
میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ
میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ
میں نے لکھ لکھ لکھ لکھ

کیونکہ تیری رائے نے کوئی شک نہیں ہو

بہارِ حیاتِ جاوید ہے بلکہ باقی ہوگیا
صبح کو تو رسی طعنہ بکھڑکاتا ہے

فدائے حق ہے خون اور سودا کی جیسے
صکوبہ بندھا ہے جیسے ہر زمانہ لوگ

ابنِ ایں برائے باغیہ کلا کر نہیں
وہ ہے ہر زمانہ زور و زلف ہے

فردوسِ دیکھو ہو غنیمت کہا لیا
وہ ہے سننے سے بے خبر ہے

بدلتی ہے صورتِ حیات ہے جیسے
رویا جاتی ہے اور کوئی نہ سمجھتا ہے

میرے اونکے صدائے خلق کو ناگوار
وہ تو ہے جیسے دنگل اور گڑبگڑ ہے

راؤ دن کو رہتا ہے یہی ہے
جی تو ہے کہ راہوں کو نہ چھوٹا ہے

جی تو ہے کہ راہوں کو نہ چھوٹا ہے
جی تو ہے کہ راہوں کو نہ چھوٹا ہے

مکران تو اپنی شوخ و ترنگال ہر محل مجھے اپنے توای یار نکال

جوئی سردای دل سے ہے انصاف غصہ نہیں اوتارہ نام نہار نکال

شکوہ مست ہوئی ہے ہر شب و صبح یہ لعل چھپے ہوئے لہر لعل نکال

دیکھ کر تو گواہ گر رہی در پہنچ ہینکدی اپنے جلد سے زار نکال

دل میری پہلوئی دیرانت نکلتا ہے بال بال لعل کوئی ہون دراز نکال

ان میں بن دل لک اور سی کدای
لکھن اور سچ کی دشمنی ہوا در نکال

مجھ پر کیوں دور ہوئی تو کتری ترنگال قتل میرے طرح کی یار نکال

اپنے کس فوٹو پہ مجھ پہ منظور تو کوئی جو شے کتری سر باز نکال

وایا بوسہ ہوں دلو کیا اور صلو جو کسے رستم ز کو فرید نکال

عمر شکر بخیر ہے تو انور ملو اسے پیشک ہاؤن نہ اچھی نہ بد

جانے غلو نظامی نہ الچہ جاویکا مجھے غلے سے بھاسو کہ نہ ای بار

میں مینار وہ کہیں کی پوٹا کر جیہ دی محکومے رہے یہ اقبال

اوسکی خندق کی تصویریں ہے

کوئی محنت فکر ایدیدہ خونبار اقبال

نامہ اوپر خیمہ بدل صد جاں لٹول اراٹوں سے تو بیٹھا نہیں

نیک صحت کے کوی بیٹھی ہو فہم ہونے پر درد انش اور

بہت کم محکوم وزارت سنا ہے تو اسے بھی یہ تجھے اسی سبک لٹول

رنا ایدیدہ بیٹو ہو کم علمی تجھے اس کے سائیں ہمارے ہوا چاک

کہہ عول دور اسے نہیں جیت

نامہ ملوں ہو تجھے ایدیدہ آکر لٹول

مہر کے ساتھ ملو ایسے شش افلاک صورت
مست فاک اپنی ہے یہ سوچے جا کر حضور

انسانی کو نہ بھلاو عازای گل بہین
اے کیا سوچے تو ز وصال تک حصول

بہائی ہو اپنی یہاں ہی مری روئی ہے تری
نہی لکے ہے ابد بد و نہ اس حصول

صد مرزا کو مری بہوں کیا وہ صیاد

اسکو ہنوی دولت فطر اس حصول

جہنم کے لبتے ہیں بہم وستان اوہم
جہان اپنی ہیں شکر حق ہے یہاں اوہم

نہی کوئی رفیق اپنے دل کا نہیں
اگر کہ نہ و امسا تو ہیں و فناء اوہم

بزرگ نقیہ مگر امتی تو ہم نشی و نہ
ہم نہ تہاں جو ہیں (یہ شہر اسٹان اوہم)

ملائے ہیں ان کو زبان سے جو کلمہ نہت
تو اسکا لکھ لکھ ہم بہت زان اوہم

ملوید

ملاوین مگر باوہ آری اوین پر نہیں عکس
کے غلے جان لکھیں مگر

نشان از سلا غنہ اور گم نام ہم ہیں
ولی کہ ہے شہر ایک سے وہی سہل

میدان غزل اندر سر پہی میں کہہ اور

کے سنگدڑھے کی سوین الیہ غش خان اور ہم

آزما جائیں ہم ایک وقت ہر شان اور ہم
تو میرے جیتے تھی نکلاؤ سے سنگدڑھے

صاف دیکھی اور گھونٹے کے لکڑیاں ساہی
ہوئی ہیں عشق سے نہور سے غامان اور ہم

مقدار شہید پر خوار نہیں اپنے سید ہے
کہہ دیکھان دو قالب ہونا تو اچان جان اور ہم

شہابی چلنے والی منزل مقصود کو پہنچی
مگر کچھ بھی زور رکھا روان اور ہم

کہا ہے شوق بہادر لکھو اور مجھے دل ہے
عصر ایسی ہے ہمدرد پہن تو لیں اور ہم

صلوات رکھتے ہوئے اور نہ تو غصے نہ کموت

ہم جب لکھو مٹی تہ محمدی خان اور ہم

دیکھ کر سب کہہ سکتے ہیں اگر گرم تو نام خدا سر پہ تاپاؤں گرم
 ملتے ہی تلخ ہوتے ہیں اور کچھ ہوتے
 کمر سے بندھ کر دیکھا ہے غلط
 کھانے پہ حکم اچھا تو توڑ کر پیسکا
 جلتا ہے پتھر توڑ کر سے بارو معلوم نہیں اس کا واسطہ ہے یا گرم
 انسانو مانی نہیں کہیں دل اپنے میں جھٹاے تو ابھی گرم

پتھر کا جگر منہ ہے اب ہو جائی

عمر الہی ہے اور سنا گرم

جس نے نہ کر یہ میری پہلی میں جا کر
 گلہ میری بات کو دیکھ ہو کلوسے اونکلے روئے اور سے ہی چلے کر گیا گرم

جدا ہوئے تیرا چین اور طبع اس
اسی میں سرسبز ہے نہ بے فکری

نہیں ہو لہذا کہیں بے فکر کا
سکھ کر رہے ہیں نہ بے فکر

نامہ سوچے تو زانی ہی ہے پیغام
قاصد جو میری رو بہ واپس آئے

زیریں اس سے ہو سب کا الے
وہ تو میں پاؤں نے رو بہ واپس آئے

آنسو کے آنسو کی روانہ کروں
ہو جاتی ہیں بس لکھتے ہوں جہانم

عشوق بے گارم جانے کی ہم
ہم ہو رہے ہیں جہانم کی ہم

تکلیفیں کہیں نہ بھولے رہا ہے
سمجھتے ہیں نہ کی درجائیں کی ہم

یہی دہلیز ہے اپنے سر کو
انکھ کے ساتھ وہ جہانم کی ہم

وہ پہلے ہی نہی اٹھو دل
دیکھ لیتے ہیں مگر جہانم کی ہم

منہ کرتی ہو عبت پارو لا او سکے جاہن کر رہا ہیں ہم

دیکھ لینی یہ فرسکو صر و لا تو میری او جاہن ہم

دور ہی عزل اپنی تڑول

سکے او سکے جاہن ہی ہم

تو ہوتا ہے کہ جاہن ہم بشر کیا جاہن ہم جاہن ہم

جاوا جا رہی کی محط ابھی دن رست نہیں جاہن ہم

دو کہی لینی کے نہ میرا بہ عدم تیری کو جسے جاہن گی ہم

تو نہ نذر کیا جفا سے تو یار جان سے اپنے کدر جاہن ہم

نزع کر کے کجہ اپنی حالت وہ رہا تو میرا جاہن ہم

ہمیشہ کو کوسٹے سے لاؤ روکے اپنی ہے جاہن ہم

نذر

زست باقی تو این
نام عشق میں کر خانم

موت کا محک افسوس ملا سکتے ہیں میں تو جا سکتا ہوں تو کو سلا
نہروں اور سیرت و عادت سے وہ فریبی ہیں سہرے خیل مجا سکتے
وہ صبا ہی رختے خانے ہیں اگر کشتہ ہیں میں تو ہم بیوی جا سکتے
ماہر ہی نہ تاتہ اور کوئی تہی ایش وہ تو ہیں قابو ہی ہر صحت کتنے
ہمزایہ کہ کرے باغ غافل ورنہ وہ کدے دیکھ سیکر او کو راہیں
باغیچہ سیر اور پردہ نہیں کھلے جانے والی ہیں او کا کہا سکتے ہیں
خود ہوں ہر اور صحت و عادت ہم کدے اور کوئی تہی لگا سکتے
سرخ ہوا منہ کوئی کدے ہم تو جا سکتے ہیں وہاں کوئی

کیون میان مہلہ اسن شکیں ہے

کسا غزل تم حال ایسا سناسکتے ہیں
ہیں وہ عسکری ہکلوں سناسکتے ہیں

سمو وہ درمزد وہ لے تہاں تو رون
اسنہا تہاں و لکنا تہاں سناسکتے ہیں

باتوں باتوں سناسکتے ہیں انبا ایسا حال
ڈرے سے ہم حال دل اوں کو سناسکتے ہیں

ہکلوں اوں کو سناسکتے ہیں الفتنہ اوں
وہ سناسکتے ہیں لکنا ہم سناسکتے ہیں

عسکری ہکلوں دلائی ہیں وہ لاکھو کالیان
بچلے باتیں یاد ہم اوں کو سناسکتے ہیں

ہمیں لاکھو دلائی ہیں خلیق اوں
ہمیں مطلق باؤں اوں کو سناسکتے ہیں

ہمیں یوں تو ہم باتیں سناسکتے ہیں
ہمیں وصل کی اصلاح سناسکتے ہیں

سہیرا ہم بہرہ درہ سناسکتے ہیں
صحہ ملایاہ ولی الہدی ملایا سناسکتے ہیں

ارحار

اس بھاری ٹونکا یا سارہ و مٹھ
مٹھو ہیرے باؤ ٹھیک اوسکے لگا سکتے ہیں

ہو اور کھائی وہ اعلیٰ نہیں ہے
لگا ہویں ہویں یوں چھو سکتا ہے

کیسے کیا رختا ہو ہی نہیں ملے میں
بیکوئی کا دم انا کر سہاں ہری زبان

تا بہت میں چٹکی کہتے ہیں اوسکو ہٹا
جاوی نکال ملک تو گارنی تری ہن

پانی کا بیلہ دم کا نہیں ہر سار
تسیر ہے کسا اچھڑا رہی ہیں

مٹھ میں سو کہے تم اکر دین رو
رکنا کچھ اس طرح لازم نہیں ہیں

کتنی ہے ماتہ مر رہی نکر اوشنی
اگر ہوئی ہم ہموں اکر ڈریں

دل تو اکر اور ازور طع کے
تا امتیاز کے ہووی پہلے ہی میں

ملاحظہ ہو الفیاضی
 کیونکہ یہ ہے کہ
 ہر ایک کے لئے
 اللہ عزوجل
 گود میں لے کر
 بروا کرے
 دنیا کے لئے
 ہم کا بیان
 کہنے لگے
 گرم انار
 کی عین

کیونکہ دوری تیری گل بینی لکھوئی کون صفر گلے سے میں نہیں
 نومدی منہ سے عسکر کے کر کوٹ در ضالہ بنے اہی مجھے نہیں
 جسے بے خوف ہی دہلیاں بناؤ غنہ کون اس کی بود لکھا طہکار ہی
 نہ نہ تو نہ تیرا مددگار ابد کہ مجھوں باقی اجیتہ ہی کر سر سدا زانی
 دیکھتا ہوتا سر سے اوطام ورنہ کون ہو طالب یہ نہیں
 جو پی پائید محبت وہ بھی کہتے ہی او کو لڑ نہیں جو دل گرفتار نہیں
 خوب کہا تو یہاں ابلکہ کون دل سے عین حق کار زانی
 ایشیت غلہ لکھتے سدا
 شہر پر شہر کی مایق تری نہا نہیں
 دل وہ کدرا ہے کی دیکھتے تو غار نہیں بار کدرا ہے بود کدرا نہیں

الف و زلف و زینت و کجاو
انکس کیا انکس ہو انکس بیمار
خال و حال و حال انکس
نہی سال و فہ و کس
عم و ہم و ہم سے
نوف و نف و نف و نف
بال و بال و بال و بال
وہ و وہ و وہ و وہ
بایات و بایات و بایات و بایات
گل و گل و گل و گل
گل و گل و گل و گل
گل و گل و گل و گل

پہنچا ساقی کی مہمانی میں احوال پہنچا

نہ سب سے نہ سب سے سب سے سب سے

میرا کی اصطلاح نامہ جتکلیاں میں

ہم اپنے زندگی کے پہلی بڑا بڑا

بلا اور نکلیاں ہم جو ہو تو ہو گئے

کمان وہاں سچا ہم ہو سچا ہے

غوغائی کفر سے نہ نکلیاں اسلام طلب

کھلے ہینڈل سے سچ اور نہ بڑا ہے

میری بیہوشی میں رہا جا اور نہ بڑا

تمہاری منتظر مر اس عمارت

کہا ہنگو بلا بھی تو یوں معلوم

کی وہ میرے اپنے تیار ہے

مقابلہ کے لئے کی تیرے عمل کے اور بھی

ایک فکر ہنگو کی اس عمارت ہے

وہ غم میں اور کچھ ہوا اور کچھ

اگر میرے اپنے ہم ہیں یہاں نہ بار

قمار میں بازی لگا دین کے عجب

بہا اپنے میں تھا کہ نقد میں نہ

دلایا نہی مجھ کو روئے
سرسبز پرستے لہجے دستارِ حق

روایم کی تو جلوہ گاہِ جلو
کئی انگلی کی ترا سیرِ دیوارِ طے ہیں

صدی و سطر ہے از منجاریوں سانی
جکھ خالی ہے بڑی کر کے نشانِ عجزِ طے ہیں

جو تو پہنچے تو سوزِ دلِ جلتے دہن
کسے ہیں فانی سے جو حیا اور دوہ طے ہیں

پیشِ نمیباب
کسے ہے روی

میں خالی صواب کے سر بازارِ طے ہیں

ہمسایہ رائی مرصا کو چاہتیں
اور کئی بھی ہو کون کیا ہی رہے طے ہیں

جی جاکر اکر کو ماکت ہو یا
اکی دو دیکھنی بن کر یا یا نہیں

بروئی تم ہی گزرتو یہ کیا طور
نازنی سوچیں نام ہے پریشانیں

کھا کھو نہ کٹ چھین کر یا کو
بھی تو نہ سہا پہ پہ جا اور وہ نہیں

ارز

میرزا یار محمد علی خان قزوینی

ہر کے ہر حال کا بیکرہ اعلان کیا

و کما میگوید در این مورد که او را از سر راه
 هم بکشد پس این تومار و میزانش

ہے بیمار اپنے لیے مٹی بہات

تائی صد اوسوں کی تر ہو تو مرین

میدو و نهشتای کج تو که هستی

جائے غرض کی طرف ہوں

ہے فہم غلو علیٰ حق کی یہ میت کہنا نہیں

نحوہ صدیاریہ انساہی باہیہ ہے یہ کہاں کس طرح ہے وہاں نہیں

بہارِ بیمار ہے ایسے عتیق کہ ہے

سازمان امداد گریه و گریه
مجلس شورای اسلامی

سطح برقیق غرق کو ویران
ہوئے ندرت نہیں دیکھنے والا نہیں

انجامی جاویں گے بعد سطح
خوشی خوشی تو ہی نہیں گریہ نہیں

بمبارین بدلا کر مری بارانی
رہ نہیں رہ نہیں رہ نہیں رہ نہیں

کچھ نہ کو سوچا آج کو بھی ترن

غل نہیں غوغا نہیں مار نہیں بلوا نہیں

کچھ خوش اوکھ میں اوشا نہ ہو
تو کیا ہو کھیا نہ کیا نہ پانا نہ ہو

وہی وہ جا رہی ہی نہ نہ محبت
کبھی جو وصل کیا تو نہ ہی نہ نہ ہو

جو اول کھائی مجھے سے نہ نہ
کچھ جو حال دل آیا تو نہیں نہ نہ

گل کی روہ ہو ہی نہ نہ نہ
کبھی جو اوکھ کھائی نہ نہ نہ

کچھ جواز نہ ہی نہ وہ اوشا نہ ہی
تو نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ نہ

اور

تو اولیٰ وصل ایسی محکومانی یاد تو سحر خیز ہے ہر دم و دم میں مجاہد

کیسے دل نہ لے رہا تھی مجھنی باب مثل ماہ یہ اکمل ملا ہو
مجھ سے محکوم اس سحر و قسب ای
عزل پر دوسری تو تو کی ہی نہ تاسوں

تو اولیٰ کر سب میں بلا تار تو جنو تو تھی پہ پہ پہ وہ تار

جو جو تہا ہو تعلق کیسے جلائی ہو تو وہ ہے پہ پہ پہ جانکر جلا تہا ہو

تو وہ اٹھتی ہی محکمہ اپنے محکمہ تو سنا سناؤں کے سنا سناؤں اہا

تو ہی کی مجھے صدمہ دل تیرا تہا تو تائیں وصل ایسا او سکوت میں تہا

تو یہ دیکھا وہ کیا حال تیرا دل تو یہ لے تو کی لاکھ میں دیکھا تہا

تو یہ تہا ہو یہ کی او سکوت میں تہا تو یہ تہا نہ کر غل نہیں چاہا

جو باتیں ہیں وہ سب سے نہیں جاناہے
باتوں باتوں میں اور کویں نہ لاناہے

جو کہ ایراناہے وہ کہیں نہ ملے
تو لاکھ باروں روز روز جاناہے

جو یہ باتیں کہتے ہو خیر کیا کہیں
تو فیکہ کیوں ہے ہاتھ اور آناہے

اور درختوں کا آہی محلو بار ہے
تو یہ ہے صبح میں باتیں سہمی نہ لاناہے

آری عشق ہے گر کس سے نام لے

بلائے شہر میں تو یہی کہا ناہے

عقل کو یہ ہے کہ اس کی حکایت ہے
ہم تو جی حالے ایک کس کو نہ لے

کہ گئے اگر ایسا پہلے شہر صبح
کون کہے کہ اس کو کہے اس کا نام

دیکھو لو کہ ہو جائے شہر کی
او کہو یا یہ ہیں تو یہ کہے کو یہ نہیں

ہر شہر کو کہو کہیں محلو وہ وہ
محلو وہ کہے کہے کہے کہے کہے

لہن

کونسا دن ہے تیری اجڑی ہوئی

اندھوں کی نوکریں ہم اکٹھے

خچے لکھے اعرمان

دریائے اول فانی کوٹیں بیخاہ و برخان نہیں

عجیبے اور انہماکی کی بغیر کسی

پریمیاری دیکھنا اپنے کی فصل گلشنی

کلام حاصل نہیں ہونا کیچہ پر دیکھو

دلوں کو لینے کو یا اس بار نہ تھا

عشق سے اپنے ہوئی ہے رنج و غم

خون دل بیتہ نہیں اور خوشی نہیں

کے دن کے سبب کی وعہ پائی نہیں

عراق شہر دوسری

نومحاری رو بہو تھیں اور سکوترے جاتے نہیں

اور حیات نہیں تو اسکو راہ ہر پائی نہیں

یہ عمر انکی سب سے گئے ہوئے ہیں

ای جہنوں ہم جگہ انکی کسکھائی نہیں

ہم کسارتہ میں ہی ہو اندر رہ کر اپنے

اشعار ہو تو یہ شرف کیوں نہیں

تجربہ ہم ان ہر دلوں میں نہیں

نامجو نیک عقل بر منی غرضی سونانی در کامی و
 محکوم بجهانیه بی منی دکنو کجهانیه بین

احوال و حکایت بر سر منی توین کسکو الرطافوت کسکو شریعتی توین جانو
 پیر الی عمری جا تو الی در اظام جو اکر کو صحنی پیر او کاندز سونانی جانو
 و هم بر منی پیر سونانی احوال و حکایت جو پیر منی و در شکرم سونانی توین جانو
 جهان بند در سر منی پیر سونانی پیر سونانی کسکو پیر سونانی توین جانو
 منی کسکو در احوال کاه با منی کسکو الی کسکو سونانی توین جانو
 حقس اور دام اینه دکنو صارت کسکو محس اکر کال پیر سونانی توین جانو
 کسکو دل صحنی کسکو سونانی در پیر کسکو الی کسکو سونانی توین جانو

لوہا اور سہجی کو بچنے سے سحر نہ ہونا تو یہی جہان

لوہا اور سہجی کو بچنے سے سحر نہ ہونا تو یہی جہان

۱۰۱ او سبھی کو سے عزت ہو تو میں جانو
 مجھ کو قتل کر کے نہ تو شہر ہو تو میں جانو
 نہ تو شہر اضر نہ شہر ضر ہو تو میں جانو
 نہ تو کھانہ دی این ہو لالہ فی جانو

جوابہ غفری حاوی نور کہ کی برہنہ بر
نسبیں نمکیمہ صراطیکہ صراطی ہوی جانو

خالت کوئی مہفت تھلکوں کو مقابل و ششم اینز ہوں تو میں جاؤ

نوائے بہانی والو بی بیار اٹھا کر نہیں محسوس محسوس ہوئی تھی جانو

اٹھاری موہر کے یہ بقیہ فطریہ دیکھ لو گلو
 نہ مومن نظر میں فطر ہوں تو غیر نہ جانے

ہماری اہل خانہ کی طوبائی بختوں کو ایسا وہ اس کے ہونے میں جانو

علاوہ یہ جو تم نے ہو موملہ اور سکو
ہیں اور اگر اس کے لئے مکر ہو تو یہ خانہ

حجاب و خزان ایمان حجاب دین بہار دیکھتے ہیں موسم شہناک دن
 رہے ہیں کیوں مکتوب عادی رہا اگر غلے کے تھے ہیں وہ غلہ کی دن
 ہیں تو غم کی نفل کی لہو کی دل کے بہین رہتے ہیں کھانا لڑنے دن
 نظا لیا چہرہ خطا کی کہیو ایتھامد بھانا سوئے رہیو کی کتاب دن

بہار اور دینا یار میں
 کہتے ہیں یہ شغل بھی اصطلاح دن
 زار لہو کی لڑکا کی دن کسی سیرنی اوتھتے ہوئی ہے شہناک دن
 عرفی نشان ہو کیوں نہ گھر گھر ایسی دن تو بھی ہے گلاب دن
 بھانور و ستم بزم مارا ہے اس کے ایک کھیتے باب اور سوئے باب دن
 نفل کہتا ہے اصل فصل ہے کہان وہاں تیرے ان رشتے ناک دن

نہ وہ مجھ کو اپنی کوئی عمر کی راہیں خدا دیکھا وہ نہ کبھی میری عمر کی

یہ کہ جو فاصلہ اور کئی خطائی ظاہر ہو جو اب تو مٹا ہے وہاں تو اب

جوانی بھی گولہ اور عشق ای
ابھی ابھی تو تمہارے نور دروڑوں کے در

ان کے فہم سے کبھی نہ کہتا تھا میں ہونا یہ ہم کہ کس طرح اب تو عفا کی باتوں
بزرگ کو وہ بھی جانتی تھا کہ ہر گاہ کہے وہ میری ان کی شکوہ سنائی

انہما کہ تو کوئی گراں لگا جائے جب تک کہ یہ نہ ہو فائیاں ہوں

دنیا کو تو مزہ بردل دے یہ ایسا باتیں نہ توئی فاصلہ جسے بنائیاں ہوں

اب ظلم کی ہم از کئی بار دیکھی اقلیم ہم کی خاک کے شہر و تائیاں ہوں

سب کو ای لکھ لکھ نہیں وہ ای اس ہو قہر میں ہے ہم میں ہوں

اس عمل بد کنکر رد ہوتا تو
 جس کی تیری دہک باہیں نہ آتا
 جس کو ہر کج کرنے باہیں نکھایا
 جو آج غنہ شک اٹھیں نہ آتا
 جو کج ہی غراؤ سے سور الہیہ لگا
 ہم الہیہ تو ہم سے کج اور آتا
 دل ایسا تیرا ہی آکا ہے ایتر کو
 ہر گول گول گوری خلا بھرا ہے
 کمر ناپ و کتر غیبی ہر اس اچھی ہی
 تو بے حیا رہا ہی کسکے دلا بھرا ہے
 گوشت و صفایا ہی رد و سنوئے اپنے
 باہیں ملاک اکھٹے کچھ بھرا ہے
 ہر طعم البشام وین رو تھکا
 کس بھیر او سلا پر ایسلا بھرا ہے
 کمر خیر ہمارے دینی فو کد آوین
 ہر ہستی اہل کھلا خاطر اہل بھرا ہے
 جس کو نہ دین ہی اکھی فو کد
 ہم کس کچھ تو غنی کسا دیر بھرا ہے

سز شکر تیری نکلیں سو خوش ہو

جک وہ صندوق با آستان بیان

تم قید و بند رہے نہیں انکو کسائی (دور) جاتے ہیں
وہ قید اور فرود کوئی طفل وہ دلت جاو دامن کس درخت ہیں

خون نہی بارے ایسے کہیں یہی باکمیہ خوشخوار درخت ہیں

وہ ہوئی بارے ہی قمارچی جو لکڑی سے بنے دستانے ہیں

بے تکلف لکھ اب عدل انکو رہی

تم نے کئی کئی بار سے درخت نہیں

یار کی ابرو خدا سے درخت نہیں ام سپاہ ہیں کنبی تو درخت ہیں

است کا طوفان کے روئے کساوین جو ہمارے دے خونبار درخت ہیں

نہی از انفس سہمہ قہور جک وہ بار یہ ملے ہیں ویکہ ہزار درخت ہیں

بار طے کر چکا ہے عشقِ مکر کو گویا یہ یابنِ بیرونہ فارے درخشن

یوں کہا ہے وہ شرفِ مری

کوئی مطلق عشقِ اس سے زیادہ نہیں

الکلا سب کو بنا کر عاقل و ہوش تو ہیں یا افسوس اور کمال

نکلتا ہو غمِ کبریاں سے ابا و پیدا اس کا کری وہ غمِ بازو کو مٹاؤ

کہا ہے یہ خونِ غلامِ کشتی میں لکھنا ہے کج جو کج تو کج کشتی

مری اور اس کیوں کہا ہے کہ جو بی متین بکار او کو کج

فلکِ باریہ میں جاؤں گے یا فرار کی نافرمانی ہے دنیا سے کہاؤ

جتنے خلقت وہ تو ایک ہی ہے پہلا اپنے دے کس طرح او کو بھاؤ

نہ استاد تو مانتا ہوں تجھ کو

عزِ انجمن طو کہ کر سناؤ

اگر اپنے دلوں کو دیکھنا اوسکو یا دیکھنا	تو دیکھ کر اپنے دل میں جانے پھر نہ
اگر وہاں غم کو دیکھنا واپس نہ	تو اپنے ہاں سے لڑے ۶ محکومہ سے نہ
جو بیٹوں یا بیٹیوں کو غم سے غرقاوی	تو لایق ہے دریا کی حالت نہ دیکھنا
داخل محکومہ کا نہ آیا اوسکی یہی	کی ہم تو اپنے خدا کے سونے جلوانی
تیری جانتی ہے بس اوجا کی بیٹی	بجا اوپر کر سہاڑے میں نہ انجانہ
گھر میں چاکر دامن ہے کوئی نہ	اپنے شہنشاہ کو سلوانی
جلا نا ہے مری دلوں کو دیکھنا	میں کئی ہے اوسکو کباری تار دیکھنا
ہونے اوسکی اسی	مجھ کو اپنے ہاں سے
ولیکن درپہ ۶	پہاڑ کیونکر مویہ لوانی
اوپر کئی ہوا بال رفقہ لکھنا	درپہ ۶ عسکر کو اوسکی کھنا

ہیں اس لیے کہ کوئی مایہ ناز اور ظلم گندہ نہیں ہے یہاں گندہ نہیں
 جیسا وہ کہ دنیا کے گندہ کو تو یہ کہی قدرت کو جا کی ہیں صاف بیون ملک میں
 گندہ ہوتی ہیں اسی کے اور دیے ہیں دل تجھے جو چاہتے ہیں ایسے وہ جگہ میں
 میں اس لیے کہ ہر ایک اور اور میں
 مقلد کہ وہ صدی جو کہ ہے ہی گندہ نہیں
 بن اور ان کے لیے غریبوں کو دے رہے ہیں تو ہم اس لیے کہ کسی مانند نہیں
 گندہ کو تاج بونہی ساری ہے ہر حال کے شخص میں ہر توارہ میں ہے
 نہیں جو کوئی کا عین نہیں ہو سکتا قیامت کو اجاوی تکہ ہم اور ہے
 کو جو ہیں اور اس میں ہے وہ کالی اگر کچھ ہو ہے ہم بولیں تو ہم ملے ہیں
 ہر ایک مایہ ناز کو کوئی نہیں
 سفور کر رہے ہیں گندہ نہیں گندہ نہیں

نکاح اپنے اپنے چاہے لگا تو نہیں غیر مہیا کرے اور اپنے بڑا کرے

نگہ سے نہاد مجھے نیم بسمل ہمارا سپر کہتا ہے سنتے ہیں تو

خدا کے درمیں اکھونے کی نہ غفلت آجیے مہیا تو

ملاقات میں مثل نفس قدم پر نہیں موریہ کہتا ہے رخصتا تو

ملا موریہ موریہ دینا نہ کر سچھی افسوس کہتا ہے کتا تو

کرتا ہے ساتھ دایم برائی برے ہے ہمیشہ پہلا تو

عمر دوسری تا کی موزون ہو

طبیعت کہتا ہوں یہ طہلا تو

نچہ جاتا ہوں تا کی طہلا تو عجب گلہوں گلہوں کے جاتا تو

بہی دیکھیں سو نہ قدموں کے لکے جاتا ہوں یہ وہی داتا تو

[illegible]

که گریه غم آتشی به استخوان بر
 جاناکنه روسکه پاسبای هما تو
 خجهم کوفته من و ده بسکونینانو
 دیکانه صلیبا محکوم روز و شب
 به تیرانی جو موهر حاند به چهای نهو
 غمناکانه که شانه نه کهای نهو

دیکھی کیا لاٹھری دل پہ پستانِ شبنم
 چشمِ او حورِ کج بنے بہانے
 غنم کو بکارتِ بے طاقی کیسا
 پارسی بچہ بچہ نہیں گریہ نہایت
 چہ بچہ بچہ نہ بچے غنم کی راجہ
 نہایت غنم بچہ بچہ بچہ بچہ
 ایک وقت ہی دہریہ سر
 مشورتِ بخور میں بے قرار ہو
 کہہ کر ایک اور ایسے انداز
 تالی شکر کی بجائے دانائی ہو

منہ تو بہتر آؤ بولی ہی سودا رہی ہو
 ایسے بولنے کی تم تحت سوال ہو
 دیکھ بھلا یہ گویا وہ یوں کہنے لگے
 اے اسکو اس علیہ اسکا قضا لائی ہو
 جاہ کی لذت وہ اکاہ پر کیا ہو گافار
 نہ ہو اور چہ شکر ہو بچہ بچہ
 چشمِ جاہ کی بچہ اور چہ شکر ہو
 دیکھ کر اسکو کوئی بچہ شکر ہو

بہ جہا اور سب اوشیا مجھے گویا اپنا نہیں کچھ تنہا ہو

گوریا میں برہی ہو تو فوٹو کس جانے اور کونہیں ہم جسمیں بنیں ہو

حق تو وہاں دیکھ کر ہی اٹھ جائیں قدرت جانی وہ تیری جس کو بنی ہو

ۛ ضابطہ فقہی کی علامہ و شب

جس کو بھی جاکے سکھو تو ہر جانی ہو

نکلے کس طرح مرنا کئی آرزو ۛ اندر وہ دل بسمل آرزو

از عشق ہو عجب سو کام بیوزر ہوئی تو ہوئی ہے جاہل آرزو

دراز او کو مارے لکلی کام ۛ قید کو نہ دے تیری عمل آرزو

ۛ زور قید ملو گئے لکائی ہر لای کہ تو میری دل ۛ آرزو

اپنی نہیں ہیں خوف سے تیرے بار جسمیں سنو کہ بہ تیری محفل آرزو

عزیز تو او تر از منی در

آه ای تو یار من چه دردی
آه ای کوه خندان از تو سوختن زمین که ای اسد از تو
بورم چه کسی مال نگردی پیش از منم ز کمال و چه کسی سایل از تو

دام من را ز کوه آستانه یون بستگی سوختن کوه سوزن از تو

میرنگه طاعت او که آمد و رهی نکلنسی ایمنی تیر کمال از تو

سمج تو چمن او کوه کشیدایم بر بن از کج چمن تیری مایل از تو

شواهن سهای دلو یون او کوه صفت چون عوینا می کوه اصل از تو

ماحق کس کو جلوس بدنام هو صفت

هنگی کس غافل کی از تو

مبذل غوی کد حاکم تو همان شو کسری تا کی تیری و تیری بشان

جیسے یہ بوجہ نہیں مخلوق القدس جان اور بوجہ اچان تو اچان نہیں

تیرا رو بہ رستی دریا ہو غیبی امید کہ یہ نہ لے کہ بہی نوع کا طوفان ہو
نکار و التذیر اگر دیکھو ہوا شد صوفی خوش سوداں میں سب کا سر بیان ہو

وہ تیری دل میں نہ رکھتا ہے تیرے لیے کون سا پل سب کے ارمان ہو
کہے کہ ولسا ہو نہ ہو سب ہی کہتا ہو کوئی دروازہ نہ لے اوس کے موردان ہو
تیرا دہرے پہ نہ رہی کہ لعل امل اور
کوئی تو دل میں جہو ہے اچان ہو

مجھے پردہ نشینی آتی ہے تیرا نہ ہو تیرے بیان سے عجب کہی طوفان ہو
عسکو میں دیکھو صفحہ تو وہ کہنے تیرا فرمان ہو غیبی تو میرا فرمان ہو
زم زم کہ کوئی نہ کہتا کہ تو اچان دل سے جانی ہے وہ تیرے بھکان ہو

ایسا سمان پی پیر و سمان ہے یا عشق کچھ نہ وہ سمان ہو

غیر کو مری برادر و سچا ہے او سکو سا کہ سر سے جان ہو

اکثر کو وہ منع کری ہے لگا کر نہ جو بھی مری دل لال ہو

کلام فرما ہی پہلا عشق میں کسا صر کو وہ

سوشی میں ایسے ہے قوت کی انسان ہو

دی اس قیاد بیابی جام شراب ہو عروسی کر تیرے سر پہ کر سب ہو

کل او سکو دیکھتے ہو کو آغوش اندر سے بلایا اونچے گلاب ہو

کر سب انکساری بے جگہ ہو نہ سزا و سزا بچے یا تراب ہو

دیکھتی ہے ہی ہمارا ناز تو ہی ہے اپنے جو کیر بلایا اونچے گلاب ہو

مطلوبہ ہے اس میں نقص نہ ہو وہ بھی ہے ہی خطا ہو اب ہو

بد عشق تو کجاست کله پاره شد در کف تو تو کجاست دی ای کجاست
 بی لوسی غم و کسب کی چشم هوا به هم مشرب او کجا عذاب
 و مملو طالبان دین ^{دعا} نیم ^{ای} او کجا عذر او کجا اسفات و اب
 احسنی می کله و بی عذر تو
 لکن ^{نسا} او ^ب مشرب و کشتاب
 نزدیک ^{او} ^س ^ب بصل که است خانه و
 المیزان ^{کلی} تو بصل که
 ارجان ^{باز} ^{کله} ^{لر} ^{لر} مویه حینا
 کجاست ^{کوی} ^{مقرب} ^{بند} ^{کوی} شیدا
 پاشی ^{کجای} ^{پاشی} ^{جو} ^{بهر} کجای
 دهمکای ^{بهر} صبر

اوس کے اہل بیت سے اپنے وعایہ

جاوے نہ ہم یہ دل سے اوی نہ خواہ ہم کو

جافلكم اللہ ایہ تو مالک ہے ہاں میری ہمتیں صراطِ عالمکے ساتھ

وہ روانہ ہوئے جہاں ہوا چاروں طرف سے آئے اور ان کے پاس پہنچے۔

میں نے مرزا کو اپنے منجانب سے نکالا
میں یہاں سے بھی رخصت ہو گیا۔

نظر و نعت حکمت این اشک و رسم
و منہ باز و نفس در فوج

سکرٹریٹ کے افسر اسے جیل میں لے کر

پیر برکت سحر اور سحر آموزان ہر ایک کے لئے

نیکو اجل ابد تو را رفتی بر کمالی سانه یادگر منتر سخن تو کهن منت بی سانه
 و تکرار من و کرم من کیم کا ضیال یعنی جوی عدم کو پنهان کمالی سانه
 بن رفیق راه سانسو عینیه کاف لطف تو به عینیه تو علی ای راه کمالی سانه
 تو نمک نمک ۹۱ اری سنی ای شکل گل گل کیم بی جل جام و مینا کمالی سانه
 کس کس است اینجور غنی نوبه جویانو کمالی سانه
 ای که تکرار لا حاصل به متوالی کمالی سانه

تو به من خاطر کیم ز بهار سوزی رسوائی مردا کسب باز رهنی کس
 در یافتیم محکوم به بند پنداری تو به کیم ای طرح ستمکار سنی کس
 صاف کیم سنی من تو مری زانگاه پنداری کیم تو به کیم ای طرح ستمکار سنی کس
 تو به کیم ای طرح ستمکار سنی کس تو به کیم ای طرح ستمکار سنی کس

افسوس نہ تو ہر بار کسی دلمین تانہ کجہ ای اہل شر و باریک

نہ تہر ہر ابد باؤتلی کسے اسطرح ہی سرکش اچانہ ہیں

عزلت میں ہی مفلوکاری
مست کیمہ ای کہ وہ بیتار نہیں ت

جو توفی کے پتھر ارشیں کسی تو کوئی ضحاک میں ہی نہ رہا نہیں

تو وہ ہے ہشلائی ہر اک بات تو فی اکبار صوفیان کی جو تو سوا تو نہیں کی

سہار دہ تو تیر ہو ٹھہر موندھا کہ ایک لے بے ای بار نہیں کسی

ہر بات میں آتی ہے نہیں تیری زبان ہر تو شرط نہ مجھے در نہیں کسی

صحت لے کہا مجھے مگر کہ نہ آریاں تہ میں ہی ناچار کروا چارہ زنی

امرد کے پانے کے بجو نہ تو تان پش تو بے ڈھالی ہر گزری نہ تری

شعلہ محبت نیر کی شمع

یکہم غلو شری کہ کسی ای بار نہیں

عشق کرنا ضرور ہو گئے کہ اس کا ہے اسکو نور ان سمجھو وہ نور الہی ہے

سایہ عالی تو تھے بیانیہ ہیں شریعت میں اوسکا رفو نکا ہو رہا حکور نہ دہیں

اگر اسلام نری صبا کی گلی جا کہی اجنب بن حکم آسکا کہ یہاں کجی

چو بیان آتے ہیں دنیا کی فہمیت میں ہی مان سکر کر دے کسٹن تو ہیں ازمان

ناصر ادراس تو کیا جانی بکنا ہے جو سمجھ میں نہ آوی باہر ہے

کونا ہے اوسکا برائے منہ کا خاطر خور و یو نظام کی کمری تر اکمان

لوح و لیدہ انس میں ہیں دولہ

وہ غزل نثر ہو کہ شہین اعلیٰ لکھا ہے

خبر کہ نہ توں کہتا ہے وہ مہمان ہے بہ غلطیہ صوت ہے درو بہ بیتان

او کجی محبت کجی نه سنا کجی کو کجی
کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

شاید او کجی کجی کجی کجی کجی کجی
کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

استغاثی واسطی و کجی کجی کجی کجی
کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی
کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی
کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی
کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی
کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی
کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی
کجی کجی کجی کجی کجی کجی کجی

غریب سداں روئے جو نظرانی لگا انکے چہ جانی تیری اور جسم کہا بہتری
 دوستوں کی پہلے پہلے عبور ہو ضم دل و سر کی ای وائی دیکھلائی
 اپنی نوک ہڈی لکھنے کی کجروا نہیں غم بہ تروا میں رساں دہاں بہتری
 اے لاک اور میں نوید لکھ دیکھ
 قافہ ہر مکر غلو کہ وہانی تیری
 چاہے ہم تیرے دل و دیوانہ ہوں دوست دشمن ہو کیے اور اپنے بھلا
 بال بونکے کہوتنا ہا میں کجروا ہوگی وہ پہرے کجروا کجروا کجروا
 ہر نہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ خار کوئی تیرے مدت ہوں چہاں
 کوئی اور ہم پہلے پہلے امان کیا جتنے ہیں غبار میرے پہلے پہلے
 تہا جہاں ہتھانہ پڑاؤ جلد سحر ثوت سر کجروا دیکھا بہتری

ہر دنیا جانی اور خفاک ان کے پاس
 بن لکھتے سپرد رختہ بینا ہر
 عقل و ہوش اپنے کام ہو گیا ہے اور کس
 کنور دلی حب اگر عشق کی تہاں ہوئی
 یار و یار ہی چرکے اوکے جلوہ
 دعویٰ کری ہو نور تو اوکے جلوہ
 جو دیکھ اوکے وہ ہی اور جانے لگے
 نرسد اپنے عقل کی پہنچ دور
 دل یا سمال ہوئے ہی شکر جلد نہ کر
 جہیں تو سوچ اپنے یہ کس غور
 اگلو اوکے دیکھا تو دل چاہے
 نہ ہو اوکے کچھ نہیں اونکا جلوہ
 جو ہو کا تو بہ تبدیل قاصم
 اب دوسرے عالم چمکے ہوئے
 بند اوکے غیب تو بالامور
 ہر بات میں ہوئی جہاں دور
 ہر چند دیکھتے ہی ترش کن کا
 بلکہ عجب آہاں بالامور

خود تراستانه چینی فکر لایق ابر الکترونیک بوالا صوره

در این مردم چایه ہوو عشق ایسه ابر الکترونیک او بوالا صوره

کیتا رید کو غم او کا کاغذی

اشک صفی رس نظام صوره

آینه او کا کاغذی برشم کورده ذراتانی ۹ اسد لایق کورده

دینا کا کاغذی نهانک بهر دینا کا کاغذی کندی ادم کورده

گر او کا کاغذی عرق الود کورده کله کله کورده

فتمین این بهر غم ببار کله کله کورده کله کله کورده

چینا بهر غم ببار کله کله کورده کله کله کورده

دینا کا کاغذی نهانک بهر دینا کا کاغذی کندی ادم کورده

عزل لکھ اسے مکتوبوں کے لفظ

۴ یہ بھی تھی اوسکے یہ عالم کو دیکھتے

مکتوب کا یہ دیدہ ویر غلو دیکھتے
اسے ستم کو دیکھتے اور غلو دیکھتے
۵ اور اس کو کما ہے مجھے کیونچے اوسکے
۶ مکتوب کا یہ غلو دیکھتے اوسکے غلو دیکھتے

۷ اس کے یہ دیکھتے اوسکے یہ دیکھتے
۸ لازمہ و مسدوم کی سرکردہ کو دیکھتے

۹ عالم کو دیکھتے اوسکے یہ عالم کو دیکھتے

۱۰ دیکھتے اوسکے یہ عالم کو دیکھتے
۱۱ دو اور دیکھتے اوسکے یہ عالم کو دیکھتے

۱۲ ہم مری فیل ہوئی اور غلو دیکھتے
۱۳ رام اوسکے یہ عالم کو دیکھتے

۱۴ یہ غلو دیکھتے اوسکے یہ عالم کو دیکھتے

۱۵ یہ غلو دیکھتے اوسکے یہ عالم کو دیکھتے

۱۶ قہرے ہر اس اوسکے وہ غلو دیکھتے
۱۷ صفا نازاقت اوسکے یہ عالم کو دیکھتے

اے ملک اعلیٰ اور صلہ رکھنے والے ہو چنی
اے ہی کتنا اے لکھنؤ میں شہر

اے شہر کی ناکہ کے وہ ہوئے نہ
لکھنؤ منجھوئے نہ شہر

دل پہ پہلے سر غم نہ رہے تار و تار
سر نہ رہی تیرا عارف نہ رہی

اے شہر میں کہہ لکھنؤ اور انداز

اے شہر شہر میں گھر منور ہے

نور لکھنؤ دنیا میں ہو محبوب
برج میں ہو دیکھا تو وہ کچھ نہیں

خالق و مخلوق دونوں تیرے ملنے و مہم
اے شہر طلب اور یعنی دوسرا مطلوب

کل کو دونوں ایک کمال خدائے شہر
سرموزوں کے حد کی آئی بدستور

بارہ سہائی الفیہ حیدر فونہاں
دسہ خار مفید و جان بجائی دوہ

وادی الفتن
جان لکھنؤ دلع

وہی ہر بار اولیٰ آگنی یہ محبوب ہے

ملک سہیلی اور عثمان ای بی

مفتی محمد امجد علی صاحب دہلوی

بزرگ نیایش مشهور و اول سلطان
 ایام اب مکر جایز و سیر

تو کہتے کیوں ہو اسی نائبہ کا ہے سدا
جا کہتے کو لہجہ کے شہسوارِ سدا

یہی ایک مفہوم ہے۔ اوی بند دلو کا حکم یہ بھی ہے

خلاف فریق ہو جائے تو صلہ نصیب مگر ان بات کے بعد دل اور ہوش

مجلو کرے، اور پھر اس کی حسیب میری سب سے زیادہ اسلامی اور عربی
 نوکری کے ساتھ، جو یہ خاصہ ہے جس پر بہت

پہلے تو دوسری فرمائی اور سو رہے

مری بھابی کے اپنے اوسورہ

باوٹنی تیار ہو سکہ لگانے منظور

تو میری ماتھوں کے گلوئی اور سورج

جو دھریں رات کے گلوئی

نیچی نمکی کی بجھوئی اور سورج

جو وہ سر پہ بیٹے ہو تو یہ غور

عین کی سیدہ شاہنشاہ اور سورج

نہیں ایسے تیرے مری کچھ تلے

موسے اناجیے فرماں اور سورج

بند تو اب کو حوائی تو کہا یونانی

اشوقاے قتل و سلائی اور سورج

زنگیہ کہنے بلی سونے وہ کہہ سیکے

اور تیرے گریہ ابی حانی اور سورج

ماتھوں سے محبتے مانند حسی
صحنی اناجیہ کی بجھوئی اور سورج

ہو سبھی برائے ام کو سلا کچھ

اب اور تو کاکہ بے غصے خدا کچھ

عالم کے پکارے پکارے بہت

کہا جاتا ہے ہم سب سب کو کچھ

جہن اکبر کے کرنا یاد کرونگا پہلا یہاں کچھ فیجی سرفروشی دیکھو گھر میں

اولیٰ سرستانگی کو بیٹے کو اپنی ہے ہوا اس میں ہم تیرا ای بار صبح

۱۱۔ طہار علی کے خانہ و غالب ان اوڑھو سکھو مجھے جدا سمجھ

یوں عالمی صاف پر خلق نہ کہ اوکو جوتی بنی صفا و کوس عین و سب

لوارے بارہا بہت اطاعت ہو کر نہ رہا تھے ہم اوکو دور سمجھ

اس پر ہم نے دیکھتے ہو دیکھنا ہم غلو محبت ہا کوئی تجھے سمجھ

اس پر وفوفی میں لکھ اور غرا
بہت درد مند اوکے ہر سوئی جدا سمجھ

ہم اوکو بھی وہ ملو میرا جانی یہاں سازشی ہوئی اسے سمجھ

اس پر دل اپنے کی گئی وہ ملو توئی ہوئی شکر کو ہوا جانی

مظالم یعنی نرس ز دنیا کے مطلب اے کو بر کوئی یا کوئی پہلے دیا

مرجائی دیکھ جتنا یہ باوید کچھ حکومتی سرفشان تیرا بلا جائے

دریا بھاگوان پین نشاور ہو مثل صبا اپنے برکتے کو فدا دانی

خوب و سارو ملو تم را نکو او نکس کچھ سوچی وہ جی بوی کی ضلالت

وہ اکٹھی چھین بیان کو بیغ و لا تو بوی پہلے بر سر غلو صبا جانی

جو سخن کے صاحبیت کیا کرنا
ہر سبک میں پہلے تیرا صبا جانی

ہم سحر اندیشی نہ سبک طلبے ڈرائی ہے را او کا بیان انا عیسیٰ مہربان ہے

پورے سنی وہ دیارا ہے بفرار اپنا بھیجے زور اور اس نعمت جی تہا ہے

بل غصہ کمر افست قدم قدم تنہا کون اور نہ غم کون اور نہ غم کون

۵۲

اے بچے میرا دیاں کووہی اور کئی جاگتے کرکے
ہم بچے ہیں نہ لہا ہنسے نثر
کتاباں دو غیبی تیری زبان نکلا

کسی تیری رو برو جان نکلا کہ ہم تیرا دھارہ امان نکلا

غیر تیرا سوا تیری مٹھلی میں ظالم کہ ہم ہی ہو کر لڑا نکلا

ہوئی ہمارے لہو کے زہر کے صوت کے جا رہی ہی ہو بھان نکلا

نہیں غنچا بریں کچھ نبی عاقل جو دیکھا تو آؤ وہ دان نکلا

نکلا کرتی کر کے شہر میں یونہی کہ چون اترے صبر نکلا

وہاں تو لڑ کر رہے
پہلے سجدہ تیرا دیوان نکلا

رکھو کو کچھ نہیں تم جارا ہمارے ہم کچھ ہو چوکی ہیں زبان ہمارے

جواب تجہ آسانی شایستگی مطلق

از کمال حسن و خوبی که خواست در این غرض به در بیان بخاری

بسطی مجھے ہے خوش زارے پیکرِ دربار
سرسیم کسی دلی نہ طوفانِ بہار

الہام داری سے وزیرستان
سب سے پہلے دیکھی یہ سامان ہمارا

اے افسانہ نگار اور کہیں قتل سیکو یوں ہے تنہی جو ہیں نادان ہماری

پہر اور آئے ہیں تو بہت کھائیں
سنتے ہیں مگر ہر کوئی کھانے سے بچتا ہے

شعبہ اعلیٰ عربیہ و فارسیہ
محکمہ سوج و سنہ ۱۳۸۵ھ

کے لئے سوئے اتریں مہمان ہماری
سرخ گنچے نکالیں گوارماں ہماری

ابن کمال متوفی ۷۱۷ ۱۳۱۶ء

بے خبری سامنے اور نکلھ سنان
جو ہوئی مکمل نور علیہ جس میں ہمارے

کلی میں جو چیز ہو گئی ہے وہ مجھے
نہ گونا جو حی جان نہ بھان بھان

ہم نے محسوس کیا کہ بن نہ رہی
ہر صدمہ و غم کی گھرے صوفیاں ہمارے

فرمان ہوئی ہو گیا ہنس کے وہ ہوا
ہم صدقہ نہیں تو نہ و تران ہمارے

دل کے غم ہی رشک ہے بھنبہ جوا
نہ دشمن مانی ہیں اسرار ہمارے

کلمہ تمام انیا ہے شکار کچھ نہا جا
امید ہے ہند میں نام انیا ہے

حاصل ہیں اپنی شاعرانہ ہمارے

دلاؤں ہی رزایا نگر انجائیں ہیں
یہ رنوع عشق ہے کہ یہ قدم بھان کی

اکلا ہے بڑا ہے سنوئی فائدہ افر
تو اس بارہ اس کے لگی

پہلے اس کی روئی برکت سے
کشتیاں ہیں ہر اردیہ کے سناٹا ای

یہ دعا ہے اوسے تو جو
ہو اس کے لیے سوچیں اس کی

بڑا بہا ہے اوسے ہم تو غیب میں
دیکھتے ہیں شہا بڑا سناٹا ای

اوسے تو سناٹا نہیں جتنا
سخن رشتہ نہیں قدر چھوڑا گیا

عزل غزل کے اگلے سن میں اور کلمہ
یہ اوسے کو فاسد ہے ہر زبان کی

رخسار اوسے کو زلف ریزہ لگے گی
مندانہ ہے جس سے دو کلمے لگے

بڑی محراب زینت میں مزہ دینے
سے عمل کا جسے سن ہو دلان لگے

روان ہے جسے دل سونا مرے
حلیہ نہیں لگی کہ کوئی کبت لگے

جلد ہوشیروں کو تو کلمے عاصی جانے
کرتا ہوں اس سے ہر سن لگے

ایہی میرا ایک راز دل تیرا نہاؤں دم نہیں نظر خانہ

بند کزی رفیقہ شرافت میری دہویم تھی پیکر خوب عجبیہ

گرا کر کوئی تھی جانتا تھا کہ اس کو حکمران سے توڑنا تھا

کہہ سنا میں اسے نہ سمجھتا اور اندر سے تیرے طبع آزمائی ہے

عشق ہی میرا راز غفرانی نبی صغیر رفیق ایسا بار آور گیا ہے

کرتے ہوئے تیرے ساتھ نہیں ملتا ہے اور گلہ میں ریت جاکت پہناتا ہے

ایکلا وہ بہانہ کو مجھے ہے جو نامہ قسم کہا تو آویس بہرہ داتا ہے

دیکھو یہ قامت بدلتا ہے قد میں قیامت فہرست کتا ہے

کہہ دیا ہوئی کو بار بار کہہ کر اس کا اڑیوں جھار جھار

یونکہ وہ سید سید کو قتل کرے کہی ہے یونکر است بھین نہ

منشی نیکو نیکو و کدر و کدر

کند یون نیکو نیکو صد جا کہی ہے اینے کا کت کر زندگان

سنگ او سنگی

ایک یون کی ای واه روئے کہی ہے

تیرا نیکو دل کے بیگان نکلے سلامت یہ اس کے مہمان نکلے

تو میرا ہم ہے تیرا کو ہے قاتل پہلا سطح بکا اسن نکلے

فلک پر کے یون مراد سوزن کشا سوز سطح بان نکلے

نہی کوری زینت موقوف وہ معشوقہ جسم کھان نکلے

جیون خوشی تیرا ہون عشق کے گز سیر بیان نکلے

سہی ایسا حال دل کتنا ہونے لگا تو شوق بان گداؤں کو مری کرنا ہر کسی کے لئے اگلی

کڑا سودا گری کے لئے اور ان کے لئے ہر بلا شیشہ ہے حضرت مجاہد

ہری کے واسطے ہیں بیوں کا دل ان کے لئے

جینے کے واسطے ہونا کوئی مہمان کے اگلی
تجربے کے لئے اور دل کے کچھ نہیں ہر جہاں کے یاد اہی گری صحت

نقلنا اولی کو دے بیوں کا دل لیتا نقلنا کوں سیرا کی ہر جہاں کے

نظر یا عالم اگر یا جانیہ صہایا
جس نے ہونے کو دیا نیا تو ہے اولیٰ اکل

یوں ہے کہ کوئی سی اکل صفت
سے کہیں صہایا کوں لے رہا ہر

جوانی صہایا کے لئے
صہایا کوں لے رہا ہر

کل اور نہ ہی صہایا صہایا
کفلی کوں لے رہا ہر

دل لہ اور سر ہوا قبہ عسری

سر صومعہ معنی صد غلہ کی
بزرگ کو مہر دیا وہاں پہلے
تیرے گل کھلے ہر روز وعدہ گل کا تھا
جو کہ کچھ تو تباہ کر سیرا نظر کار سے

اگرچہ نہ تو میرے ساتھ تھا
نہ اجاوی جگر سے کمر ہی مایہ گل

کجاو نہ تلیو دلی دیکھو کس دم
خدا جانے کیسے پہنچے میرے گل سے

نہیں بیکل رہا یہاں پہنچا

کبھی اٹکا دل معلوم ہوا یہ غلہ

اوپر زادی لکھنے پر غبار
نال اجاوی کے کس کو وہ مان غبار

ایسے اے غلہ کفر غلہ نہیں ہوا
کھا خٹکے سے مریج وہ نذران نما

جیکو اس کا ہوا دیکھ کر لازم
ہو رہا ہے کہی یہ سمان غبار

مرکز و مانی نوری و آثار او بنام ایچسم

تذکرہ شہسوارانِ ہندوستان

این بیمار و صورت تو در یک لوح

دیکھئے کاتھیز ناکسے وہ ارمان عجبی

یہاں ایک کہنے ہے کہ ماں میرا
 اس طرح کا توڑا ہے کہ

العلیٰ لکھنؤ اور ایک کتب خانہ

اور اسناد دھانا اسکا لاف دینا نہ چاہی

کشمیر میں اودھ کے راجا اور اودھ کے راجا کے بیٹے کے درمیان جنگ ہوئی۔

۱۰ بی بی کے اہل بیت کے ہونے کا

روشنی کی سی غم کے بحر میں غرق ہو گیا
تین لکھ پانچ سو سال پہلے وہ مہمانِ نحاس

نیشنل سیکرٹریٹ کے لیے وہم و گمان بخاری

جولائی ۱۹۵۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔

پیشکش ہے مرزا کا کہ سربان خان

یہ نقل اور کتبوں میں بھی اندیشہ ہے

ایمان کو ریختوں سے پہچان لیں

عسکر و ملایک و یون سہنے لکے

و سکو توں کوئی ہو نہ فرمایا

اے وجودِ اوہ تو بخاؤ غنی تھے جانِ جانی رہے لکھن بہرہ مرادِ نجات

ہم سنیں غنی تھے بگڑ گئے لکھن بہرہ کلامِ اوہان سے مرد کا اوہانِ نجات

چاہ کر اوہان سے مہرِ سودر تو ہو جا
درہ بہرہ بھیجے کہیں ایمانِ نجات

نکلوانی ہے دلائے سنیں بات کوئی کس طرح ہے کہ جانِ ملاحات کوئی

دل بچے دیکھتے ہیں نذرِ کساہ منے کساہن الے سوا اور مدارت کوئی

دوری اور درخشیں کا یہ دیتے ہیں یارِ اوستی سے وصلِ سی رات کوئی

دلو کیا جانے کساہن ہوا یہ یارِ خوشی سنیں کہ جو سرِ عی رات کوئی

گوشتِ دل سے اور لبتے سننا ہوں رہے او سکاہ اگر صرف طہایت کوئی

ہے شلفہ نہ میں جانے اپنے رہے
ہوئی علی اور غنایات کوئی

بنیموے لکے تلے کہا ہے ہوسلے کوی
تاہے کسطے لقاوے محبہ بہار کوی

والبقتل ثبوتاً و بیهی محبتاً قتل پہلے فقر کو یہ امر اسباب کو

دریغ غریب و نیاز و دردم سرین
ایکے تاج کوں بخشے شاد کوں

مگر ایسا باندھ ہی جلتا تو دوسرا نکل
نوت چاوں کہ یہ بھی دیکھتے رہا کون

ای بزمِ کفر منی نسبتِ شکو
خو غفور است تو به شایست کبوتر

ملک کے راجہ کی طرف سے اس کے اہل خانہ کو

تو انصاف پہلا کیسے دلیلی اپنے
تعمین مانی ہی کیسے مسرت اسی ناکوی

نہ بچو گے کو اس قہرِ آسمانی ہی جہانِ بے جاؤں کے نہ بچاؤں

دہشتیہ لاون ایسا وہ انرا طر بہو جانی
ہم کہ سنائی ہی کہیوں محو کوں ۹۹

اور شیعہوں کے سکواؤں سے نہ وہ تابی سکھانے کوئی اور نہ

میں ہی میں ہی رہا ہے وہم

کیے ہمارے ایک جیسے رہا ہے

بڑی کو میں نے بھاؤ نکالا ہوا

صوابیہ اور کاسوچ کے راج
طبیعیات اور نون جگہ کے راج

اربابیہ اور کاسوچ کے راج

دل اور میں نے کوئی نہ کیا ہوا

اب اس کے ہمارے ہمارے ہمارے

پہلے کے ہمارے ہمارے ہمارے

دانیس جو کوئی ایسا وہ تہا یہ یہ مکتو کہ تجھ سے راز نہ نون او کی ہر ایک

کیسے ہو ذکر ایسا نہ تیرا تو کہہ دیتے ہیں

خلصی تھا ہے وہ ایسا بار بار ہی ہی

ہی ہو دل کی نہ نکہ بانی ہی ہوئی اکر ششمانی ہی

عبر موح ہی دل میں یا عشق کا تہا نہ ہی بانی ہی

رفو کو او سے لٹا ناوۂ مہرہ بیان ہوئی دگر نہ ہی

زال دنیا ز راہ کو اتمہ نہ تھکتے ہیں سانی ہی

عنے بر صی کی جد ہوں

اکھو اس عر ثانی ہی

جان و دل نور کسا جانی ہی تمہیں کمر قدرت کھیر جانی

لہر کی آہ سری دیتی داد ہو کر صحت و افادہ ہی

بہان کر دلو دیا اوسکا لہو ہوسکے مجھے سے نادانی ہی

جوارا رہے باقی تو دیکھ جان رہے فانی ہی

عید قربان اور

دلیز پہ نیچے قبریں ہی

غیر زور دے اس کے سے کہنا ہے قاتل ہے میرا جوان مری مقابلہ
مشاء نیکی بچان سہاڑے مثل و نہی لکھنے نہ فرما لکھے تو فرما لکھیں

سفرِ برہنہ مگر عدو پہا تھا جھکو شہی عجم خجہ ابدل عرضی جاہل

فدائی واطاعانہ اف تو او کافر پہلا بچہ کو سنا ہے ہمارے ساتھ ہے

عزل اور کلاں صیغے سے سنا ہے کہ ای
کہ یہ مشق کا مشاق بیان کہ عاقد

دلِ بیاختر کا جسے کلیم سمل ہے غم و فہرہ افسانہ وہ عالم کا ماند ہے

اثر نیکوئی لہذا اگر برکت
دل و سکا اندوخی ہے باطن

حبیب ملکوں کو کو کو کو
محسوس ہو جو باطل و باطل ہے

وہی غلط ہے کہنا یوں اوکو
تک اور ہے نہ تو دور میں

مزانجی اجائی جس دانی اندر میں ہے
یہاں سے ہی نہیں رہے ہی مشکل ہے

وہی خاطر سے تم بار و کو دیکھنا
ایسے رو بہ در صفا کے

شعر نے اپنے دلی الزام اندو
کوس کرے کارشکا ایسے کم و آئی کا

جہن کا کہ شاعر کو کہ قسط ہے
خوش کہ ہو رہے ہوئے میں کہ

طفل انکایہ لڑکین برائے
کہ ہلکا کوئی ہر صدمہ کے

دل طلب ہے کہ خاطر نہیں
یہ غلط ہو محک بر اوں کہ

سار اے نعلی مونی موند موند یاس
اکرے سرجیہ سوار دیکھانی کے

اس بنی بنی اعتر کلمہ تم تو رہی

کھوئی گور اتون غنی اسار شرای کے

کوئی پٹی ہی اسارے بنی کے
جان ہی اور دلی انون سخت بنی کے

دردیاب اور لوٹتے ہیں دیکھ پا کے
پولے فرشتہ یا محل تاتیر کسان کے

قتل کری ہو نہیں ساندرا خیل
دیکھو ہر جہے عیسوی صوفی کے

نارے دشنام دی ہی مجھے نہ ہوں
وقت کس غیہ او سکور مافی کے

ہلے و ملو دلیا اب اور کام طلب
جہ تو اوتھ اسر فرشتہ بنی کے

غیر ابرے اوسنی ہنگام صبح
سامنے سے ہی ہنگام تو رہا کے

بار بار دیکھ کر اور ناتواں ہوئی
مشفقہ عجب صحت سے فرما کے

صلکے منہ پہ مہرے عجا غائب
دلو کو روچے کمالی جہانی کے

ہوئی اسے سنی مجھے تو نصیر نے ، تم سرِ قتل کا بوندہ ہو کر رہ گئے
اکی بار اے بنا کا بل تیرے دورانی ، اس سر کی شکاریاں غمیر نے
اس کے قتل تو زمانہ مجھ سے منظور ، ازما کیسے ہوئی ہوئی شمشیر نے

حالیان دنیا ہے وہ مرقد شاقیہ اُکھی ، اولس توڑنے ایجاد یہ تیر نے
ہے شلقہ پیر میں ہی سوچ کی راہ
تھی کچھ اور عدل بھی تیر نے

حالیان دین ہو سکے ہو تو تیر نے وضع کیا مبنی نظامی یہ ظہور نے
دردِ دیوار کا دی کیا فریاد
کہہ سے نقل ہو میں سو بانی زخمیر نے
رفہ رفہ یہ فلک بھی لگا جانی پری زورِ اوج بیتاہ اک نامہ شکیں نے
دہموم ہد ترا پس فون ہے ظالم جہی ہر روز بھی امن دینا شہر نے

ہو گیا وصلہ مسد میں ادھر کھلا وصلہ

کمی بھی اوی کمی نہ تاثیر نے

کھنڈا سنا نہیں مری رفتاری بلیٹ

پیشہ است ایک میں فریب رکھا بلیٹ

نئے نئے دینا ہوا کالیان لوف

بھی اتنے ازیتیں منجور کی بات

بزاروں دق میں تیرا نگر داسم

یہ چند سو مکر مکر ماز کی بلیٹ

او کے خاطر غیر سے ہیں اپنی

کو ارا تھ زلت بکوا چار کی بلیٹ

عزل انگ ابدار سے غریب میں لکھ اور

کہ مشور انا تو اپنے کبریا کی بلیٹ

خوگہ و تان دہل یہاں ابھی نیکی بلیٹ

تو یہاں نہیں دے اور ایک کمان

وہ بھی تان قیامت بھی کس طرح ملے

نحال بھکویاں جان میں نادر کمان

کبریاں اپنا راز اور کتنے دامن

بہ صورت اجنوں تیرے مدد کار کمان

نہرا لہو کو چکر و سماں پنی کہ کہتے کہ فرات کے مکھڑے میں سبھا رکھیا ہے

لہو کی آس نے ہمیں فنا ہو
نہری اکھنوی یہ لہو تو کیا کہے

وہ تیرے مجھ کے ہیں او نکلو مری
نقاہت کوں پرستہ چتر تو ماری

ہے پانی جو وہ چکر لے لے لے لے لے
لکھو اپنے جانے والو بھی کجیا کرے

نہرا لہو ہی کرنا اکھو فطرت ہے یاد
جب فواریں سے بچے عکس ہا کرے

اکھو نہر پہر لہو دیا ہوا فو کو دیکھو
کوئی بند دیکھو اپنے اور کس سبھا کرے

ہویمان ہم چاہتی از میں بھی لہو ہے
ڈھول اکھو رہے اکھو ان کھڑی

میں اور اکھو انہوں اور وہ دیکھ کر
جانے وہ کلا لکھو خدا ہے

جیسے لکھو اینا دیہ یاد کسٹھاپ ہے
ہے کیے دن زری اسکی لکھو لکھو

چون کریم زینب زینب زینب زینب
 میری اوستم طوفان تو میرا ہے
 میری مینہ میری چاہو بیرون کیا
 وہاں نہ تھی پہلا مغل کی کسا کر ہے
 مانی شہا کا اونی مینہ کیا ارغوی
 یہ تو فیروزی بندہ کس کوئی تیار کر

لنگا بولی وصل توں بھلو دین
 برکھن اب ہوئی بکو توں کو کرے
 بلبلک وہ ہر رنگ میں پانی کھڑے
 آبلو جو شخص پانی سے ہی بندہ کرے

غصہ ہو کر خیالی یہ مکان رہتا ہے
 بکو تہاں میں بیرون صفقاں رہتا ہے
 رنگہ ترناہ عسکرم دنیا کی ہوتا
 دل ہو لکناہ وہ پیر الہاں رہتا ہے
 میں ہر گز و شہر ہوتا
 اتنا کہ کبیر شہ میں اوسکا ہے بین رہتا ہے
 گردن میں گونج رہا ہے
 کیا میری دماغ کو دولت سے جان ڈا

کوئی اٹانوں کے سر پر سے لوٹے کوئی تو کس غم میں اکیلی رہے

بیک اپی ہر برتی اپنے سے وہ بہرے دروازے کی جانب نکلتا ہے
غزل اگلے اور ناگہانی ہے

چشمِ تجھے شہرے سرسبز میان رہا ہے

اولیہ و بیانی نریں درد کمان رہا ہے دل بہرے تہہ بہ تہہ پہنچا رہا ہے

اویں کو نور سے تانا بہ ہنس سہمی کیونجی غم نہ کریمار ہی وڑ رہا ہے

بیلے گلے کو ہور کی تلے اوکے ائی ناز شاہد بن اوکے شان رہا ہے

پہنچا کی لی جلکے تہہ جلدی یار کر رہے تہہ بہ تہہ وہ پہنچا رہا ہے

ہی صدمہ اور پہنچا خدائے خیر سے دلہرا اندرون چکر ویر غم نہ رہا ہے

اور ضعیف سے اپنے کو پہنچا کوئی ہم سے تہہ بہ تہہ پہنچا رہا ہے

تو کج کردی و کجا رسیدی جو میں سو کو دین

کالی دیکھ کر کہ او سنی ہی مان رہا ہے

عجب دیکھتا ہوں برکتی از قدر دان

ایسے زیادہ کچھ میں نہیں

وہ ہی تو جس نے ہم پر عالم بخور کھا تھا

نہ شکر نہ شکر اس کے ہونے سے

میں کہ بدنام و فاکر یہ ہی اصرار

تو کجی منصف ہی تو پیدا ہی نہیں

بہتر یہ ہے تو زخم بخورنا نہیں تجلو

نہ شکر نہ شکر اس کے ہونے سے

مجھ ہی تو نے الفتن سے لایا یہ ہمارا

بدل سکے نہیں کروں تو میں تو نہیں

نور اکبر سے یہی ہیں اور ہیں کہہ کہیں

مفصل و سہی کچھ نہ بیاں ہے

طواری ہوں کہنا و نہ مانا ہے

نفاذ سے سب ہو گا وہ ہوا ہے

انہوں میں نہ تو ہے نہ کس کا

تو قریب ہو مطلق نہ ایدوستی ہے

سوال کلتی کہ عیسای مسکون ہیں انفت
مہنت کینا بہ بھن ایہ تندیہ باو آج

خلیق اپنے لی ہولو لقا ہر حال کہ ہنسکہ
نفاہنہ عیسوی نہ ہو اکہ بران

یہاں ہر دینہ ہر دینہ ہر دینہ
پلا سوہو تو ہم اوڑنر کدیاں ہم

پیاو ہم سیم جتو نوں تاز جاتی ہی
سورنہ جانی ہر صاویہ جان

کلام اپنے کی رنگتے قایل سکھ ہیں
غن کا مشورہ لیجے ہی الشکر کندہاں ہم

قربت اٹھان اپنی کہ ہنس
رنگتے کوئی سکھ اس کمنہ سے

دھکا اوکھا لڑا ہر دینہ ہر شمار
ہوا یہ دینہ ہر دینہ ہر شمار

فیر پٹا جوئی اولی جاتو وہ ہوا
پہان ہوا اوو پٹا کرو فیر پٹا

پہا تو ہر دینہ ہر دینہ ہر شمار
دھکا اوکھا لڑا ہر دینہ ہر شمار

کند عالم تیرا نام اس کی دلیر گمان پہ لکھو نہا مطلق رنگ سے
خدا کر کے لو تیرا عقیقہ ہے بچی جان لکھو فوندار کے پیر سے
نیکم اس میں میں دور
ولس اور عینی تو فرست رہے

ہو اقلینہ صراح ضم سے اس تو تیرا او نہا ظالم اس کا سب سے

مڑے ہوئے ورنہ او کو تو یہ ملے دل اسے نہیں ہو تیرا کی مہر سے

یہی ہے علیا ہوسکا رنگت نمود کوئی سوچ جیسے ہے

سے او میں باز ہو یہ جانو تو ہم یہ عید ہوا کہ یہ مہر سے

حوالہ ہو مجاز ہے حد ہے عشق کی رنجی سقوت اس وقت ہے

خیر او جبر ہے و ظلمانی تختیہ پر یہ عالم او کے ہے سیر ہے

بنی علیہ السلام
میں سے ایک رشتہ بہن اور ایک وصال دینے

ہم ان کی سیریاں اسے اپنے سینے سے

سارے مخلوق سے ہیں جان ہمارے مومنین اور انھوں نے ملوں کو بھی

تکملہ مضامین وہ عالم کا حامل ہے سمجھیں اور اسے اپنا لقاویہ اور الہامی ماب

قفس بند ہیں صادر کے ہم ہر ایک سے حسن مائی اور ہستی مجاہدہ صفا ماب

جنوں بڑی سواہ بننا کس کو سنتے ہیں لہذا ایک ایک کے ہر اور صفا ماب

نہ نہ منزل جو الفاتحہ کو ہم کر چکے ہیں یعنی اس شوق کے سر ڈراوی ماب

طریق تحقیق ہمارے اندر ہے یہ سیریاں تو اس عالمی ماب

فداویہ لطیفہ تو شایع ہوا اور اسے طرح طرح کے ماب

ہیں منظور ہو کر ان میں سے ایک کاویں کرتی اور یہ سیریاں ماب

پیر و روز انبیا پیسوں کا چاہا ہے یہ ہے اپنے کسیر آفرینے اور صفا کا چاہا ہے
کس کا کس کے ہاتھ میں نہیں قابل تم اسی زلفا
عزل الی یعنی اس کے سوا کسی کا بھی نہیں

پیر سے مراد پیر کو جانے کسی عجب یہاں وہ میرا ہے کسی
نہ کا دل بخل سے کوئی گھوہنت ہے سو نہ تھا وہ اپنی کسی
اوس کا دل لے لے مارا پیر نے اپنی تائی کا ایک جوانی کسی
دکنہ عزیز ہے مری از نکست میں پوش کر زعفرانہ کسی
دل کا دل تیری مادر عمارت ہے اور وہ شہنشاہی کسی
دم ہی کہہ ہے پیر و پیر میں کچھ ہے یہ صبر صبر غانی کسی
کوئی یہی اور کسی کس حال وضع ہے خوب ہے کہا ہی کسی

بند اول از قصاید
حکومت کننده جوانی کی

زوی با برسم گمرانی کی این حالت تا توانی کی

اولیا مورخه بنی برانی عرصه توئی تقصیر معذریه کی

دشمن جان را فو و دست میرا منی هر صند جان نشانی کی

نفسه مار یار ۴ حکمت عقل که تا توانی کی

شاید بخوبی بر جلتا ۵ او مگر اول سکویه جوانی کی

ایستادگی بر سر آوازه ۶ راه را فوید بر رانی کی

میشوید نعل از توفه بوی ۷ نسیم به بر رانی کی

باند به انگیزه مریدی
چیز صحتی مشک از جوانی کی

رستہ میں اپنے دیدہ تر سے
بیشک گزشتہ ہیں نونہل سے

میں بہ نائی سے پہلے نہیں
طفل اشک ہوئے ہیں ان سے

ایں طوفان وہ کی ہو خبر
نہ تو یاد رہے اور نہ سہرے

سوچ تو دینی دیکھنے کو تیری
اگر ہی نونی کشتک سے

لکھتے تھیں سسکوں
خافہ جینا جد سے

ہوں خضام نہ اپنے دلبر سے
کیا ہو لی گدوہ دلبر سے

عائدہ آتا اثر، انی یوں
جیسے ہو اوتھان دل سے

نچوٹوں کا مڑے
نہی اٹھ اسکے دل سے

ہمے مل مل بیان دیو پائے
شارشہ ہم ہو دھبے

ایک ہی جگہ سے ہے
میں ہی اشک و غم ہے

وہ بتا سجدہ و سستی و لولہ و شہزادہ انداز رنگت افریں با کف قیامت
 نہ توہ غریب نہ تادیر با این مگر لکن ہو تو از عشق اف کبر او نہ
 ر لعل کلام لبنا اوز نامہ وہ ملک توفع مبارک اوس صاف ستار
 ہوئے منگل اوس کو شہ جلد با بریک کمر کجاہ پرتی بہ بد حالت شہزادہ
 ندیکہ اوس کو سن اور تو نہ کہ مجھ لکن جیسا ہی سے سلا جیندہ جیندہ طابت
 مزہ اوس کو مزہ بیاز سے کنگہ لکھی نہیں شعر تو ہو سکے چہ بجز سیاہ لکوت
 نزل اس کے سنہا لک شہزادہ میں ہی نواہ
 ولیدہ زید اوس مینی کی ہو تو نہ کہ
 ہو کل کو دہ او کا کو کبارک طلب کی اگر کز جو سرفراز
 بجائے نہ ہو کہ شہزادہ ہو شہلو پہ شہزادہ کف از منہات
 لکھ موزن

مفتون ہی لوگا کونہ در کونہ بھی
سباغ دل سے اور ترسے غارت

شک و طاقت ویاوت ویاوت
تسلی صفت عشق ہی سب تجارت

بر حال ہوا کی یہ لکنا افسر
عشق ہم بار و بار یوں اوچی غماز

دل ایسا کونہوں کے دل کے درج
حلا یا بیکو اوسنے جسے ارسنی

نکست کیا کہوں اوسکا بقول میرا

کماں یہ سارے کی سب سارے

نہ تو مخفی جو کچھ وہ چھپیلے
تو وہی شمع نہ ماحصل عشق کے

اور در گزشت گریہ و رنج
ہوا وہم ہیو کہ پہلوئی انداز

عقل اور ہوش پہنچے نہیں
کوچہ صلح سے کیا کہ دراز

مفت و کسے ہی عذاب پہنچا
کسے نہ کسے کی تیرے ہزار

چاہتا اوسکو ہر دلی سے کعبہ میں برہنہ کر دے تو وہ توڑنے لگا

اور تھرا اور سنی بخاری بھی توڑ دے توڑے کچھ لو اور سنگینہ دستار کے

ہوئے دھسکے کس جگہ ہم پہنچیں

ابو یہ غصہ کھینچے تم سنغار کے

یہ بھی روئے پر ہم گہرا کے تو پروں مڑے مونو کلی مار کے

ضعف سے جانی ہے یوں ادمت اور کو سطح اٹھتے ہوں کایہ بیمار کے

طالبیہ اللہ لکھتے نہایت کون جہت بکتے جب کوں سریدار کے

رگھو دار کوین اوسکینے دیکھتے جسکے بن دیکھ سے دھماکے بنی گھوڑ

خود ہنر اور لکھتے ہر ہر جاوے ہم ہر ہر اک اور کچھ ترور کے

کھنٹی الٹ کے اگر لکھتے رہنا یا ابدہ کے سپہ راز کے

ایسا

ایسلامی مینی نہیں آہ سرینا
ہیچے اوسنی شوقی ہم پشیمانی ناچار کے

موقوف ہے دیکھا بروی شہابی ہے معلوم نہیں تیار نہ جیسے تجھے نہ

ار قلم سے کونکر و ان رہو ہے بہ ابلق اراوم اور نرسہ نہ رہیں
جو موسم سے لکڑا اور شہابی ہے نہ بلبل مالان نہ گل نہ گلچہی ہے

ہر زورق اراوم ہر شک اراوم یارو دیوان نہیں ہے جلد سے رنگینی ہے

لکڑیا رعنصری لکڑ اور رعن
سے سوچ ہی بیشاء کسی واسطہ لکڑ ہے

مجھے تو بوسا اور شوقی تھا اپنی ہے کافر وہ ظلم ہے جیسے رسم ہی دین

کیونکہ سولی دیکھو کو کوسہی شوقی نہ شہابی اندر ہے نہ جی

دل مجھے لکڑ کا فوف فوف ہے کہا ہے نہ شہابی شہابی

قل او سنہ کی جگہ پر کھڑے ہو کر
لعنت علیہ ملائکہ بیت المقدس فرید ہے

جب دشمنوں ہونی بجلو اور سر تو ای

از رزہ ملائکہ در کتبہ غمگین ہے

الغرض دل بہت افسردہ تھی اور یہی
او مضمت ہیں ان تہوں اور یہی

فرار کے بل ہوئے قتل ارادہ کی
غمزہ خو غوار بنی عین بختوں اور یہی

ہوئے آئینے لکھ پر نو لکھا جوفان یا
اعری ابرو مزہ ایک شہرہ اور یہی

عنان ہر جا گئی جانیکامت نام کی
اساوتیہ یار ایک کثر اور یہی

بر صوفی قاسم بر کتبہ اوتم ہر قلم

یعنی ہے عر ان تہوں اور یہی

میں نے آئینہ پر اور یہی
تو بلا سفیا کس اور یہی

یہ کتبہ سے زخم مر نہ تکی کب
دین کی بات ہے ایک اثر اور یہی

لام

سکے مرد واکو بولی کہ بیت رہو کوئی نہائی ہے یہ تیر روز ہی

دائز تو تھی ابد از سرخ ہے لنت شمار تیر چالیس بار تو خدہ تیر اور ہی

بہمیت تو جلیسہ تو تیرا بد علان

بارے کہی ہا حل اندکے لنت اور ہی

بازے چھلو پتر یاؤ صی تمکو بر دیکھ لیا جاؤ صی

بیکر قتل لگاؤ محکو فایدہ کساہ نہ بچتاؤ صی

مومو محکو لچاؤ زبان ہو سکا تو اوکے بان لاؤ صی

دکلو لہ بیکر مانلو صاحب باؤن بس اور نہ پداؤ صی

کھوئے وہ تولا صی کہا دسدہم محکو نہ دساؤ صی

ایشنہ کھوئے مویلا سد نہر صی اپنی اٹا ہی نہ تاشاؤ صی

سوچ کر فربہ کیا تم
 عرنا آئندہ نہیں فرماؤ گی
 کہ ہمارے پاس ہے اوہ بھی اس کے اب محکومہ رساؤ
 ہوسم کہ مال ہے وہ وہی راہ لو کہ تیری محکومہ یہ کھاؤ
 ناکر ہی دم ہے بیان اگی ہے اہی نشوونو یہ کھاؤ
 کہ تو مذکور او سے کیا ر و دنگوں کے دے یہ لادو
 مجھے اکثر تو کہا یاورن ہے او کے نہ لکھا کہ ہم کھاؤ
 تو کہا منہ بہ منہ کہ تو نہیں اس کے اب محکومہ سمجھاؤ
 او سے کہ غنیمت و جنت
 تم ملکہ ہیں کی شر او سے

ہم تو اوڑھ کر رہے کسی تو کیونے کے جانے کہی

ہر دم سے خواہنا دیا اور سب سے پہلے ہم کو کھانے پر بلانے لگی

جو ہم سے روم تک پہنچی وہ کہہ کر ہم کو کھانے پر بلانے لگی

ہم کو کھانے پر بلانے لگی کہ ہم کو کھانے پر بلانے لگی

یہ عرصہ دو سو سال تک رہا
کہ ہم کو کھانے پر بلانے لگی

اکیس سو سال پہلے یہاں سے ہم کو کھانے پر بلانے لگی

ازمانی کے زمانہ اور اس کے بعد یہاں سے ہم کو کھانے پر بلانے لگی

وہ زمانہ بدقسمتی کا ہے کہ وہ کھانے پر بلانے لگی

اکیس سو سال پہلے یہاں سے ہم کو کھانے پر بلانے لگی

یہ سبھی منزل کو وہ نہ ان

جو اللہ کو کھانے پر بلانے لگی

صنم چہرہ پر یوسفانی ہو چکا اب یہاں سے ہم کو کھانے پر بلانے لگی

صلح کو تب ایسا پہنچیں
جیسے پہلی صفا ہو چکا

تو نہ سکر دیا کاسیدہ
اور رسم دلہائی ہو چکا

سکھنے والے پہلے
اویں اپنے رسی ہو چکا

کشت دینی اپنے ای دھنیاں
تخم غم تو بون ہو چکا

پھر ہوئے ہرگز نہ وہ سب
بار اور سمیٹ لائی ہو چکا

اس غم
پر کھر کھر دیو
یہ تو نہیں سوچا ہو چکا

نہ اولے جب لڑائی ہو کسی
دشمن اپنے خدائی ہو کسی

خافہ زبیر عاری
صحبہ اور حکم اپنے زانی ہو کسی

ہمے اور میں ہو کہو
ہنگامہ عینے اور صفا ہو کچھ

تہ لکے کر شیعہ اعیان میں ہمارے سوا کسی اور کو

نہیں ہمارے غم بڑا تو تھا جو جسے یہی شرا ہو گا

وہ ہوا تو بولی سب اچھا ہوا قیدیہ جو زار شای ہو گئی

وصل نہا فی اوس خوشی
انکہ کہلینے ہر جدائی ہو گئی

(10-1)

تراز لہو سے بڑا رہا نا نکلتا کہ بدلی ہوئی کس جوں مہر تاج نکلتا

عزت اوفات باریہ اوج تو مت سے دل کر دے کس کسیر کیا نکلتا

سے بڑے مہنو کی حالت ہے عالم کئی اسکا ہرے ہونکا ہے کسوں نکلتا

کمزار ہیں منتظر تیرا دم کس کو ہے وہ تیرے واسطے کہ اید لندیں نکلتا

یہ بھی ملک نہ شہر اسکا بلکہ اب کھو شدہ ہیں ملک و زمین نکلتا

بہترین عالم کا نور کا مفتون ہے کہ بہت سے نفلتہ تہ و تیران نفلتہ
عزل گرد و سر سے لکھتے تو او کو سے تیر

تیرا سر سر انیا تو دم ایجان نفلتہ ہے
مرد لیرے یوں تو نہایت ایک نفلتہ
کسی بنو کھا خانہ سے چون میں نفلتہ
کسی او کٹر تہا بیان کٹر تہا کٹر
کسی حوالہ اندک سے نفلتہ و طوفان نفلتہ
عجب سے تیرے اندک سے تیرا سر
بلانی کو سے او کٹر دریاں نفلتہ

نہ نظامی کسی دل سے الفیہا کوئی ہی ایچہ سے پروساہان نفلتہ
مرد لیرے تو دینی خدا او کا تو ہیں کسی ہونہ کٹر تہا یک نفلتہ
خدا جانی سے سر سے کٹر تہا کی جو کٹر تہا کو بیان نفلتہ
فشیہ تیر دیوان کٹر تہا

عزل گرد و سر سے نفلتہ وہ اندک دیوان نفلتہ

نہایت

اے بادست عانی وہ سببر ہے سمجھائی یہاں بارش آن کر ہے

کو بھی تو کھاتا روٹ کا ہے جو خیال جو آسلا ہر مہر پہ نہ مر ہے

صاف چون کہو گئے ہیں تگ تو فی آہ چو آفتاب سے تڑن ہاں بر ہے

دیکھ کر بول اور لیا نہ مول نہا کہ گھنڈا دل پر لیا نہ مر ہے

ہنام ہو عمار کی وہ محلو سمی آہ نقصان ہو اوسکا نہ ہی کچھ مر ہے

کو بھی اوں ایک ہی خبر تہی جان ایسا شیر نہی ملے مر ہے

طوفان تو دیکھتا ہو سکا ابھی غریب لادوئے ہی ان مر ہے

میں فخر بہ کامیاب شہد ہوں دیکھا و گزرا می نہ رہے

الف دیکھو لکھتے تیرے تو اسنے ہٹا باغون دلی ہے نہ مر ہے

زنگی دل ہے اگر مطلق ہو

تو ترسناو او کو ایسا کر

مجھ میں خوشی ان کیونکہ سلا بنا کر
دوڑے کاشی کو سیکر نام در

ایک ہی نام لڑی کہہ کر
اشغای کمر ملا ہے سر

روشنی چشم لعل و گہر
درکار نہ مال ہے اور نہ زر

مدہوی دلاہی عجب خبر
شہادہ بیان اور سہا ہے کمر

ایعشق خوار تو نہ سادہ در
طاہر کماں تجھ نہ اس قدر

میں جاؤں کیوں ملای وہ کیا کر
مرست کا خوف او کو اور سہا کر

انہی نے خواتین ہی وہ نظر

حاجت انہوں پر

انہوں کو دلہا نہیں ہو یہاں ایسا کر اسکا غمخوار نہیں ہو

دہ

خوبان جهان مید توان کرد در خوش حال اینان شو کرد
ذکر کسی که کلاه و ارجه است پهن کونیز هکونه سر بر آورید

بامروم نیک بد نمی باید بود
در پایه دیو دد نمی باید بود
مستون عاشق خود نمی باید شد
معز و بعل خود نمی باید بود

ایشم فردا غنچه مستور از تو
میدان خجل نکر منجمد از تو
کل باتو بر آید کجا آرد
کونور زمره دارد و نور از تو

ز حکم قه ما اسمایی باشد
کار تیو همیشه از تو باشد
جامی نه از دستش نشیند
سرایه یزدان و دانه باشد

ایجاد حدیث می شود نهائش میگو
رواردل من بصدور نشی میگو
میگو نه نشان که ملاش کرد
میگو نه خوش در میان ش میگو

تمنای من از عروجی نی
وصالت اند زنگاری
در راه شغور خط شیراز
بی تکلف لطیف میا بویه

ایکسیری خجسته کمال
بی تکلف سخن میگوید

تمت در مقام

